رونے لگے جو ہائے وہ تحفہ ڈھانپ کے
لاشِ حسینؑ رہ گئی بس کانپ کانپ کے

زینبؑ نے کی جو لاشۂ شبیرؑ پہ نظر
ہے ایک خط بدستِ شہنشاہِ بحر و بر
۶
دیکھا کہ دونوں ہاتھ پڑے ہیں ادھر ادھر
صغراؑ کا نامہ نکلا وہ دیکھا جو کھول کر

آکر کہا یہ قوم اسد نے زبان سے
صادر ہوا ہے ظلم یہ اک سارباں سے

لاشِ امامِ پاک پہ روتی تھی یاں بہن !
اک سمت سر کو پیٹتی تھی دشت میں دولہن
۷
اکبرؑ کی لاش پہ وہاں بانو تھی نوحہ زن
مقتل میں روتے پھرتے تھے سجادؑ خستہ تن

بازو ہر ایک لاش کا رو کر ہلاتے تھے
تلقیں کی طرح حال وہ اپنا سناتے تھے

لاشِ پدر کے گرد پھرا عابدِ حزیں
اے ابن بوترابؑ ترا فرش ہے زمیں
۸
بولا کہ السلامؑ علیک اے امامِ دیں
بعد آپ کے خیام میں در آئے سب لعیں

دی آگ ہائے خیمۂ آلِ رسولؐ کو !
سر ننگے لائے بلوے میں بنتِ بتولؑ کو !

اس دم یہ آئی لاشۂ شبیرؑ سے صدا
کیا احتیاج کہنے کی میں سب ہوں جانتا
۹
اے عابدِؑ حزیں تجھے شاباش مرحبا
لازم ہے تجھ کو صبر کہ خالق کی جو رضا

گو شام تک یہاں سے بہت طول راہ تھا
ہمراہ تیرے سبطِ رسالتؐ پناہ تھا

یہ سن کے مستعد وہ بہ کفن و دفن
اہلِ حرم سے کہنے لگا وا مصیبتا
۱۰
زیرِ زمیں نہاں تنِ شبیرؑ کو کیا
زہراؑ کا چاند میں نے زمیں میں چھپا دیا

رو رو کے آلِ مصطفےؐ سے غل مچاتی تھی
مقتل سے فاطمہؑ کی بھی آواز آتی تھی

Presented by Ziaraat.Com

جلدم بنایا اکبرؑ و اصغرؑ کا واں مزار تو شاہ کو بھی دفن کیا اس نے ایک بار	۱۱	قبروں پہ پیٹنے لگی بانوؑ جگر فگار فرط الم سے فاطمہؑ کبریٰ تھی بے قرار
	آنکھوں سے ماں نے اشک کے دریا بہا دیئے سہرے کے پھول قبر پہ اس کے چڑھا دیئے!	
سجادؑ نے یہ ماں سے کہا سر کو پیٹ کر! پانی نہیں ہے اتنا کہ کر دیجئے ان کو تر	۱۲	ان تربتوں پہ کیجیے اب اک ذرا نظر کیا بیکسی برستی ہے پیاسوں کی قبر پر
	زائر نہ جب تلک یہاں بستی بسائیں گے اس جا پہ روز حشر تک زوّار آئیں گے	
یہ جب کہا تو حال ہوا اور بھی تباہ پھر جام آب شیر اٹھائے بہ عزّ و جاہ	۱۳	تھوڑا سا پانی قبروں پہ چھڑکا با اشک و آہ اصغرؑ کی اور شاہ کی تربت پہ کی نگاہ
	پانی کے جام رکھ دیئے سرور کی قبر پر کوزے چڑھائے شیر کے اصغرؑ کی قبر پہ	
پھر قبر شاہ دیں سے کہا باصد اضطراب جاتا ہوں اب مدینہ کی جانب میں دل کباب	۱۴	اے سرورِ زمین و زماں ابن بوترابؑ صغراؑ جو پوچھے آپ کو کیا دوں اسے جواب
	تم گھر کے خوش ہوئے یہاں اور واں وہ روئیگی یاد وطن تو قبر میں کاہے کو ہوئے گی	
پھر نہر کے کنارے گیا وہ بصد فغاں احسنت تجھ کو حیدرؑ کرّار کے نشاں	۱۵	عمّو کو دفن کر کے یہ کہنے لگا بیاں تربت سے اب تو رعب شجاعت کا ہے عیاں
	عزت عیاں ہے قبر شہ نامدار سے ہے دبدبہ نمود تمہارے مزار سے	
عباسؑ کے پسر کو جو ہوش آیا ناگہاں احسان ہوگا اے حرم سرور زماں زینبؑ یہ بولی تجھ کو نہ جو ساتھ پائیگی	۱۶	اہل حرم سے کہنے لگا اس طرح بیاں مجھ کو مجاوری کے لئے چھوڑ جاؤ یاں امّ البنینؑ پیٹ کے سر مر ہی جائیگی

Presented by Ziaraat.Com

مرثیہ ۳

قید سے چھوٹ کے جب سیدؑ سجادؑ آئے

۱

قید سے چھوٹ کے جب سیدؑ سجادؑ آئے — اور سب اہل حرم بادل ناشاد آئے
باپ اور بھائی جو سجاد کو وہاں یاد آئے — قبر پر شہ کی یہ کہتے ہوئے فریاد آئے

اے پدر طول کھینچا اب مری بیماری کو
اٹھ کے چھاتی سے لگا لیجئے مجھ آزاری کو

۲

آپ سے اپنی اسیری کے کہوں کیا حالات — کھینچا کھینچا میں پھرا اے پدر نیک صفات
قید خانہ میں عجب طرح کے دیکھے آفات — آپ سے چھٹ کے نہ میں چین سے سویا اک رات

آنکھ گہ حالت غش میں کبھی کھل جاتی تھی
کان میں نالۂ زہراؑ کی صدا آتی تھی

۳

میں جو پاؤں کا لعینوں کو دکھاتا تھا ورم — خندہ زن ہوتے تھے چوں زخم لب اہل ستم
لہو تلوؤں سے ٹپکتا تھا جو میرے پیہم — ہر قدم لالہ کا نقشہ تھا مرے زیر قدم

کیا کہوں حال تھا جیسا کہ مری گردن کا
طوق گویا تھا گلے میں ستّر من کا

۴

تیوراتے تھے ہر اک گام پہ اے بابا امام — بید کی طرح سے لرزتا تھا سب اندام
رگڑے دیتی تھی ہتھیلی کو جو اونٹوں کی زمام — صورت پنجۂ مرجاں تھے مرے ہاتھ تمام

جھٹکے زنجیر کو جب فوج ستم دیتی تھی!
ناتوانی مرا تب ہاتھ پکڑ لیتی تھی!!!

۵

ماں پھوپھی میری جو ہر ایک تھی زہراؑ ثانی — بلوے میں دیکھتا تھا انکی میں سر عریانی
گود میں آ نہیں سکتی تھی سکینہؑ جانی — اونٹ پر کہتی چلی جاتی تھی پانی پانی

Presented by Ziaraat.Com

شمر جب گھڑکیاں اس لاڈلی کو دیتا تھا
میرا بس کچھ نہیں چلتا تھا میں رو دیتا تھا

مرقد شاہ پہ یہ کرتے تھے عابدؑ تقریر رو کے چلانے لگی اے مرے بھائی شبیرؑ	٦	گر پڑی آکے جو اس لاش پہ زینبؑ دلگیر قید سے چھوٹ کے آئی ہے تمہاری ہمشیر

پیار سے حال کچھ اپنی بہن کا پوچھو
سختیاں قید کی اور رنج رسن کا پوچھو

پائینتی قبر کے بانو یہ لگی کرنے بیاں آپ کے بعد پھنسی قید میں میں شاہ زماں	٧	میرے وارث میرے صاحب میں تمہیں ڈھونڈوں کہاں دربدر شام کی بستی میں پھری سر عریاں

بہر خدمت نہ مجھے پاس بلایا تم نے !
اپنی لونڈی کو بھی ایسا ہے بھلایا تم نے

خالی خیمے میں جو تھی مسند شبیرؑ بچھی ! اور دھری تھی سپر حمزہؑ و شمشیر علیؑ	٨	بیچ میں خون سے آلودہ دھری تھی پگڑی خالی مسند پہ نظر پڑ گئی جب زینبؑ کی

لے کے مسند کی بلائیں یہ پکاری زینبؑ
بھائی کی خوں بھری دستار کے واری زینبؑ

تھام کر دل کو یہ سجادؑ لگے کرنے کلام ساربانوں نے سنا جبکہ یہ ارشاد امام	٩	مرقد شاہ پہ استادہ ہوں حضرت کے خیام سنتے ہی خیمہ سرور کئے استادہ تمام

داخل خیمہ ہوئے جبکہ حرم سرور کے
بین کرنے لگی سب خاک سے منہ بھر کے

خیمے میں کر رہی تھی زینبؑ حزیں یہ بیاں تھے کئی قوم کے مقتل سے جو نزدیک مکاں	١٠	ڈیوڑھی پہ سجادؑ تھے مشغول فغاں آئے تھے خدمت سجادؑ میں سب خورد و کلاں

کبھی شبیرؑ کی مظلومی کا غم کھاتے تھے !
کبھی بیٹھے ہوئے سجادؑ کو سمجھاتے تھے

Presented by Ziaraat.Com

۱۱
دیکھا عابدؑ نے ہوئی رونے سے فرصت جو ذرا
مثلِ آئینہ ہے صورت کیطرف دیکھ رہا!
بیلچا کوئی لئے سامنے ششدر ہے کھڑا!
اُس کو سجادؑ نے نزدیک بُلا کر پوچھا
کون ہے تو جو یہ حیرت کی فراوانی ہے
اے جواں تجھکو یہ کس امر میں حیرانی ہے

۱۲
عرض کی اُس نے میں رکھتا ہوں زراعت اِس جا
پاسباں میں تو زراعت کا ہوں ہر صبح و مسا
قوم اولادِ اسد سے ہوں میں اک عبد اللہ
میں نے دیکھے ہیں اس عرصے میں عجائب کیا کیا
تھوڑی سی فوج سے پہلے تو یہ سرور آیا
اُس سے لڑنے کے لئے شام کا لشکر آیا!

۱۳
اب بیاں کیا کروں کیسی تھی وہ تھوڑی سی سپاہ
کچھ جواں اور کئی طفل تھے ایسے ہمراہ!
خوب ہی فوج تھی اور خوب تھا اس فوج کا شاہ
جسکی تصویر سے ہو جائے خجل صورتِ ماہ
گرچہ اُس فوج میں اسوار بہت تھوڑے سے
بوئے گُل تھے وہ جواں مثلِ صبا گھوڑے سے تھے

۱۴
قصہ کوتاہ کئی روز یہ تھوڑی سی سپاہ
کسی کو پہنچا بہم کھانا نہ پانی واللہ
رہی یوں فوج کے نرغے میں کہ جوں ہالے میں ماہ
گھوڑے بیتاب تھے فوجوں میں بے دانہ و کاہ
بچے خیمے سے نکل پانی کو سب تکتے تھے
تھی زباں سوکھی پر دریا پہ نہ جا سکتے تھے

۱۵
تھا جو نزدیک بہت میری زراعت سے مکاں
بچیاں ہوتی تھیں جب پیاس کے مارے حیراں
صاف جاتی تھی وہاں تشنہ دہانی کی فغاں
بی بیاں کہتی تھیں لٹے پیارو یہاں پانی کہاں
اُن کی فریاد سے گو چھاتی پھٹی جاتی تھی!
پر میں حیران تھا کچھ مجھ کو نہ بن آتی تھی!

۱۶
شب عاشورِ محرم کو عجب تھا کہرام
صبح کو مستعدِ جنگ ہوئے ساکنِ شام
نوبت نیزہ و شمشیر جو آئی رن میں!
تھوڑی سی فوج یہ مشغول تھی طاعت میں مدام
میں یہ کہتا تھا کہ اب دیکھئے کیا ہو انجام
سامنے میرے لگی ہونے لڑائی رن میں

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

مجلسِ در بیان

دہم (دسواں) شہید کربلا

امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السّلام

رُباعیات

(۱)

مٹنے پہ بھی سرسبز ہے گلزارِ حسینؑ
اسلام ہے آئینۂ ایثارِ حسینؑ
احباب پہ ان کے نارِ دوزخ ہے حرام
مدّاحِ حسینؑ ہوں کہ زوّارِ حسینؑ

(قمر لکھنوی مرحوم)

(۲)

شیعوں میں بپا ہے اک قیامت، آہ!
ہر فرد ہے محوِ مصیبت آہ
پانی پھرتا ہے شہ کی مظلومی پر
اب بہرِ مدد حضرت حجّت آہ

(قمر لکھنوی مرحوم)

(۳)

اِدھر ہے ماں کی تمنّا جوان ہونے کی
اُدھر ہے منتظر اٹھارہ برس کی اجل
نمازِ حق کی اذاں دے گیا شبیہِ رسولؐ
حسینیت کا موذن شبابِ علم و عمل

(اُستاد قمر جلالوی)

Presented by Ziaraat.Com

سوز ۱

اب نہ قاسمؑ مرا باقی ہے نہ اکبرؑ باقی
آج علمدار سلامت ہے نہ لشکر باقی !

بھانجے اور بھتیجے نہ برادر باقی
اب فقط سر مرا باقی ہے اور اصغر باقی

ہیں نے جو کچھ تیری درگاہ سے پایا مولا
سب تیری راہ میں خوش ہو کے لٹایا مولا

(سوز ۲)

ایمان جس کا پھل ہے وہ ایسا حسینؑ ہے
کوثر ہے جس کا قطرہ وہ دریا حسینؑ ہے

بیمارِ سب جہاں ہے مسیحا حسینؑ ہے
خالق کے بعد بندوں میں یکتا حسینؑ ہے

حقّا یہ بے مثال شکیبائی میں ہوا
جس کا شریک کوئی نہ تنہائی میں ہوا

(سوز ۳)

جب رات عبادت میں بسر کی شہِ دیں نے
سجدوں میں مہمِ عشق کی سر کی شہِ دیں نے

دیکھا جو سفیدی کو سحر کی شہِ دیں نے
مڑ کے رُخِ اکبرؑ پہ نظر کی شہِ دیں نے

فرمایا سحر قتل کی ظاہر ہوئی بیٹا
اب اُٹھ کے اذاں دو کہ شب آخر ہوئی بیٹا

سلام ۱

مولائے تشنہ کام کا روضہ نظر میں ہے
کہتے ہیں دل طواف وہ کعبہ نظر میں ہے

زینبؑ کے دل سے پوچھئے کیا کیا نظر میں ہے
دشتِ بلا میں شہ پہ جو گذرا نظر میں ہے

اُبھرا ہے دینِ مطلب کے پیاسوں کے خون میں
کرب و بلا کے دشت کا رتبہ نظر میں ہے

ملتا نہیں حسینؑ سا مظلوم دوسرا
ساری خدائی چھانی ہے دنیا نظر میں ہے

تاراج یوں ہوا چمنِ سبطِ مصطفیٰؐ
دنیائے بے ثبات کا نقشہ نظر میں ہے

اصغرؑ کا تشنگی میں یہ ایثار الاماں
ناوک کی پیاس خوں سے بجھانا نظر میں ہے

Presented by Ziaraat.Com

شمعیں حسینیت کی جلاتی چلی گئیں ! — زینبؑ کا قید میں بھی یہ جذبہ نظر میں ہے

دنیا یزیدیت کی بدلتے چلے گئے — اہلِ حرمؑ کا قید میں جانا نظر میں ہے

کہتی ہیں فاطمہؑ کی شفاعت کرونگی میں — ہر اک غمِ حسینؑ کا شیدا نظر میں ہے

سرشار مل گئی ہمیں کشتی نجات کی

پیاسوں کا کربلا کے سفینہ نظر میں ہے

سلامؑ

اے مومنو سر پیٹو کہ سرور کا دہم ہے — جانِ علیؑ و سبطِ پیمبرؐ کا دہم ہے

شبیرؑ کے ہر ناصر و یاور کا دہم ہے — مہمانِ حرم حرؑ دلاور کا دہم ہے

کہتی تھیں یہ کس درد سے بانوؑ دلِ افگار — آج اکبرؑ ہمشکل پیمبرؐ کا دہم ہے

ماں اصغرؑ بے شیر کی کہتی تھی یہ رو کر — وا حسرت و دردا علی اصغرؑ کا دہم ہے

آتی ہے صدا کے اسد اللہ کی آج ! — افسوس کہ عباسؑ غضنفر کا دہم ہے

گھونگھٹ میں تھے کبراؑ کے یہی بین جگر سوز — دولھا کا دہم ہے مرے شوہر کا دہم ہے

میں قید میں ہوں فاتحہ دلواؤں گی کیونکر — افسوس مرے قاسمؑ بے پر کا دہم ہے

زینبؑ نے کہا راہ میں یوں گھر کے شتر سے — اک دو کا ہے کیا ذکر بہتر کا دہم ہے

بچوں کا مرے اور بھتیجوں کا صدا افسوس

ماں جائے کا عباسؑ دلاور کا دہم ہے

مرثیہ

مشہور یہ حدیثِ رسالت مآب ہے

مشہور یہ حدیثِ رسالتؐ مآب ہے نکلا عزا میں جو آنکھوں سے آب ہے آنسو یہ حشر میں دُرِ شہوار ہوئے گا	۱	رونا غمِ حسینؑ میں کارِ ثواب ہے وہ آبرو میں غیرتِ دُرِّ خوشاب ہے خلّاقِ کائنات خریدار ہوئے گا

٢
اے عاشقانِ دلبرِ حیدرؑ بکا کرو!
خوشنود ہوگی روحِ پیمبرؐ بکا کرو
آنسو نہیں گے حشر میں گوہر بکا کرو
غربت میں شاہِ دیں کا لٹا گھر بکا کرو

دینِ نبیؐ کو شہؑ نے دوبارہ جلا دیا
سر اپنا بہرِ بخششِ اُمت کٹا دیا

٣
اے مومنو حدیث میں مضموں ہے یہ لکھا
کہتا ہے شمر ہلتے تھے لبِ شہؑ کے برملا
گھوڑے سے جب زمیں پہ گرے شاہِ کربلا
میں جھک گیا تو سنتا ہوں لب پر ہے یہ دعا

شکوہ نہیں جدا جو سرِ تشنہ کام ہو
یا رب نجاتِ اُمتِ خیر الانام ہو!

٤
پھر اس کے بعد شاہ نے دیکھا اِدھر اُدھر
اب تو نہیں حضور کا حامی کوئی بشر
کہنے لگا امام سے تب شمرِ بد گہر
پھر کس کا انتظار ہے یا شاہ بحر و بر

شہ بولے تشنہ لب کے لئے پانی لاتے ہیں
بیٹے کے پاس حیدرؑ کرار آتے ہیں

٥
بنتِ نبیؐ کو ساتھ ہیں حیدرؑ لئے ہوئے
بیٹھے گا تو جو سینے پہ خنجر لئے ہوئے
لاتے ہیں جام ساقیؑ کوثر لئے ہوئے
سر میرا ہوگی گود میں مادر لئے ہوئے

اُمت کا ظلم مادرِ غمخوار دیکھ لیں!
خنجر گلے پہ حیدرؑ کرار دیکھ لیں

٦
افسوس اس بیاں پہ بھی ظالم نہ کچھ ڈرا
اور سینۂ امامؑ پہ خنجر بکف چڑھا!
غصے میں آستیں کو الٹ کر شقی بڑھا
اب کس زباں سے آہ کہوں جو ستم ہوا

دل فرطِ غم سے شیرِ الٰہی کا پھٹ گیا
زہراؑ کی گود میں سرِ شبیرؑ کٹ گیا

٧
فریاد یا رسولؐ کٹا سر حسینؑ کا
سنسان ہو گیا وہ بھرا گھر حسینؑ کا
اس ظلم پر لعیں نے ستم یہ بڑا کیا
کوئی رہا نہ حامی و یاور حسینؑ کا
پامال ہو چکا تنِ بے سر حسینؑ کا
فرقِ امامِ دیں کو سناں پر چڑھا دیا!

Presented by Ziaraat.Com

افسوس بوستانِ پیمبرؐ قلم ہوا آلِ نبیؐ پہ اور یہ تازہ ستم ہوا	۸	غل تھا کہ جدا سرِ شاہِ اُمم ہوا ایسا کبھی آہ ظلم زمانے میں کم ہوا

غل تھا یہ دائے اہلِ حرم آج لوٹ لو
اب خیمہ گاہِ صاحبِ معراج لوٹ لو

فضہؓ کی گود میں تھی یتیمِ حسینؑ آہ نیزے کی نوک پہ تھا سرِ شاہِ دیں پناہ	۹	گھس آئے خیمہ گاہ میں بدبخت و روسیاہ خولی لعیں تھا بیچ میں اور گرد تھی سپاہ

بولی سکینہؑ آئے ہیں اعدا ستانے کو
بابا کھڑے ہیں دیکھ لو میرے بچانے کو

فضہؓ پکاری تم پہ میں واری چلیں کدھر وہ صحنِ خیمہ میں ہیں کھڑے شاہِ بحر و بر	۱۰	اتری یہ کہہ کے بالی سکینہؑ بچشمِ تر بولی کہ شاہ آئے ہیں تم کو نہیں خبر

الفت کمال ہے جو شہِ مشرقین سے
ملنے کو جا رہی ہے سکینہؑ حسینؑ سے

دیکھا کہ آنکھیں بند ہیں اور منہ کھلا ہوا ہے ہے شہید ہو گیا دلبندِ مرتضیٰؑ	۱۱	آئی قریب نیزۂ خولی بصد بکا فضہؓ کو مڑ کے تب یہ سکینہؑ نے دی صدا

سمجھی تھی میں کہ فاطمہؑ کے لال آئے ہیں
بدبخت نیزے پہ یہ سرِ شبیرؑ لائے ہیں

بابا یہ حال کیا ہوا بیٹی ترے نثار کس نے قلم کیا سرِ سلطانِ نامدار	۱۲	پھر زیرِ نیزہ رو کے پکاری وہ سوگوار کس نے کئے یہ ظلم و ستم آہ آشکار

کس نے کیا شہید امامِ مدینہ کو
کس نے کیا یتیم جہاں میں سکینہؑ کو

حضرت کے بعد ظلم ہوئے مجھ پہ بے شمار سر سے ردا اتر گئی اماں ہیں بیقرار بالوں سے منہ چھپائے پھپھی جان روتی ہے	۱۳	بابا سلام لیجئے بیٹی کا میں نثار بابا اسیر ہو گئے سجادؑ دلفگار منہ آنسوؤں سے مادرِ دلگیر دھوتی ہے

Presented by Ziaraat.Com

ناگاہ آیا غیظ میں شمرِ لعیں اِدھر گھبرا کے بولی بچیؑ! بچایئے مجھے پدر	۱۴	یہ کہہ رہی تھی بنتِ شہنشاہِ بحر و بر اک طیش کی نگاہ جو ڈالی سکینہؑ پر
	ہے ہے دلِ یتیم کو ظالم دکھاتا ہے بن باپ کی سمجھ کے یہ بدخو ڈراتا ہے	
غصّے میں اس طرف سے بڑھا شمرِ بد کُرتا تمام ہو گیا ہے ہے لہو میں تر	۱۵	بابا کے سر کے سامنے وہ بیٹھی تھی سر کھینچا لعیں نے کان سے بچیؑ کے یوں گہر
(عشرت ہلوری)	صدمہ ہوا جو اس کے دلِ دردناک پر بس یا حسینؑ کہہ کے گری فرشِ خاک پر	

معراجِ فکر

نجمؔ آفندی

اہلِ زمیں کی آج ستاروں پہ ہے نظر
ممکن ہے کامیاب رہے چاند کا سفر
ہیں اپنی اپنی فکر میں ہر قوم کے بشر
مردانِ حق پرست کا جانا ہوا اگر
عبّاسِؑ نامور کا عَلم لے کے جائیں گے
ہم چاند میں حسینؑ کا غم لے کے جائیں گے

رخصت طلب ہے نجمؔ کی اب عارضی حیات
ستّر برس کی عمر میں کچھ کم نہیں یہ بات
پچپن برس کے ملکِ سخن پر تصرّفات
تیری ثنا گری ہے مرے گھر کی کائنات
مولا! مرے سہیلؔ کو بھی یہ مقام دے
دونوں کی خدمتوں کو حیاتِ دوام دے

۱۳۸۸ھ کا کلام

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مجلس در بیان

بستم امام عالیمقام

(امام مظلوم سیّد الشہدا کا بیسواں)

رُباعیات

(۱)

زینبؑ ذی حشم سا ہے کون میان مشرقین
نورِ نگاہ فاطمہؑ لختِ دلِ شہ حنین
بعد علیؑ و فاطمہؑ سب کی رہیں یہ خیرخواہ
گھر میں حسنؑ کی غمگسار رن میں شریکۃ الحسینؑ

(استاد قمر جلالوی)

(۲)

جو مر گئے دُنیا میں وہ سب دفن ہوئے
اَلّا نہ حسینؑ تشنہ لب دفن ہوئے
عاشور سے جہلم کا تفاوت دیکھو
کب قتل ہوئے حسینؑ کب دفن ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

چہلم کا ہنوز داغ سینے میں ہے (۳) روداد نئی ہر اک مہینے میں ہے
یہ روز وہ ہیں کہ بے حسینؑ ابن علیؑ سجادؑ کا داخلہ مدینے میں ہے

(۴)

اے اہل عزا! روح رسولؐ آتی ہے اور روح حسنؑ زار و ملول آتی ہے
چہرے پہ نقاب اشک ڈالو! ڈالو! سر ننگے بہشت سے بتولؑ آتی ہے

(۵)

ہے شیعوں کی بخشش دم محشر پہلے جنت آخر ہے جام کوثر پہلے
مرقد کے سوال سے بھی خاطر ہے جمع آتے ہیں نکیرین سے حیدر پہلے

سوز

(۱)

لکھا بیمار نے نامہ مرے بابا مرے بابا بہت بیمار ہے صغریٰ مرے بابا مرے بابا
کیا تھا آپ نے وعدہ کہ خط جاتے ہی بھیجو گے نہ بھیجا نامہ وہ اپنا مرے بابا مرے بابا
ہوئی ہوں ناتواں ایسی کہ بستر سے نہیں اٹھتی
خبر بیٹی کی لو شاہا مرے بابا مرے بابا!

غش سے جب عابدؑ بیمار نے فرصت پائی (۲) کہا کبرا سے کہ بابا نے شہادت پائی
راہِ معبود میں سر دے کے سعادت پائی (سوز) پر بہت تشنہ دہانی سے اذیت پائی
حالت اب کیا کہوں میں تشنہ دہاں بابا کی
منہ سے باہر نکل آئی تھی زباں بابا کی

دھوم کوفہ میں ہوئی اہل حرم آتے ہیں (سوز) ہو کے محبوس شفیعانِ اُمم آتے ہیں
بستۂ سلسلۂ محنت و غم آتے ہیں (۳) تشنہ و گرسنہ با رنج و الم آتے ہیں
نہ تو وارث ہے نہ مونس ہے نہ محرم کوئی
بے دم سر و سوا باقی نہ ہمدم کوئی

Presented by Ziaraat.Com

سلام

کربلا میں پیاسوں کی تشنگی برستی ہے
جل رہے ہیں دل غم سے آگ سی برستی ہے

رہ نہ جائیں کیوں زندہ مر کے کربلا والے
مقتلِ شہادت میں زندگی برستی ہے

ہیں تجلیاں اب تک یہ چراغِ وحدت میں
جل رہا ہے خونِ شہ روشنی برستی ہے

چاند الیسا زہراؑ کا کربلا میں روشن ہے
دو جہاں میں جس مہ کی چاندنی برستی ہے

چل رہی ہے اعدا پہ جس طرح گرے بجلی
ان میں تیغِ سرور سے آگ سی برستی ہے

کھنگئے یہ تنخیلوں عبادت خالق
سجدۂ حسینی سے رہبری برستی ہے

مقتلِ شہ بیکس یوں بسا ہے آنکھوں میں
جس طرف نظر جائے بیکسی برستی ہے

کر گئے ہیں دل پانی کربلا کے وہ منظر
چشمِ ترغمِ شہ میں ہر گھڑی برستی ہے

جب تلک نہ ہو شاملِ کربلا کا افسانہ
مقتلِ شہادت میں تشنگی برستی ہے

کربلا کی آئی ہے یہ ہمیں صدا سرشار
دینِ حق میں سرور کی داوری برستی ہے

(سلام ۲)

مجرائی جہاں شہؑ کی تصویر نظر آئی
سر سجدے میں اور سر پہ شمشیر نظر آئی

زہراؑ نے شہیدوں کے دیکھا جو مرقع میں
اک محمدؐ کی نبیؐ اس میں تصویر نظر آئی

وہ بیاہ تھا قاسمؑ کا یہ موت کا ساماں تھا
بچہ بی بی نظر آئی، دل گیر نظر آئی

صد شکر کہ سر دیکھا شبیرؑ کے قاتل کا
یہ نالۂ زہراؑ کی تاثیر نظر آئی

بیٹھا ہے دبیر آکر شہؑ کے درِ دولت پر
بہتر نہ کوئی اس سے جاگیر نظر آئی

(سلام ۳)

اے اہلِ عزا آج کرو نالہ و فغاں ہے بیسواں شہ کا
روتے ہیں نبیؐ فاطمہ زہراؑ بھی ہیں گریاں ہے بیسواں شہ کا

Presented by Ziaraat.Com

زینبؑ کا بیاں ہے کہ ہوں میں بیکس و تنہا اسوقت کروں کیا
نانا نہیں بابا نہیں جیتی نہیں اماں ہے بیبیواں ستمؑ کا
کیسا ہے غضب لوٹ لیا شمر نے آکے بے وارث سمجھ کر!
افسوس نہیں نذر کے بھی دینے کا ساماں ہے بیبیواں ستم کا
اے صاحب ولد نصف ہوا چہلم حضرت اب روؤ بہ رقت
کیا زیست کی امید اجل سر پہ ہے ہر آں ہے بیبیواں ستم کا
خاموش تجلی نہیں اب تاب بیاں ہے تاریک جہاں ہے!
کہتی تھی یہی پیٹ کے سر زینب نالاں ہے بیبیواں ستم کا

مرثیہ

جب کربلا میں عترت اطہار لٹ گئی!

جب کربلا میں عترت اطہار لٹ گئی
اور بارگاہ حیدرؑ کرار لٹ گئی
۱
یعنی سب آل احمدؐ مختار لٹ گئی
بالکل حسینؑ پیاسے کی سرکار لٹ گئی

بیداد لشکر عمر نابکار سے
سادات نکلے خیمہ سے زہراؑ مزار سے

مقتل کے سامنے حرم آقا کے گر پڑے
اک جانثار سے خاک پہ زہراؑ کے گر پڑے
۲
اور پہلوؤں میں بچے کبھی آ کے گر پڑے
عابد وفور ضعف سے تھرا کے گر پڑے

آیا نہ کوئی غش سے اٹھانے کے واسطے
زنجیر لیا شمر پنہانے کے واسطے!

۳
عابدؑ نے غش میں نام جو زنجیر کا سُنا
ناطاقتی میں دُکھ سے پھر چشم وا کیا
زنجیر و طوق دیکھ کے بیمار نے کہا
کیوں منصفو یہی ہے مرے درد کی دوا

بیمار و ناتواں ہوں اور تشنہ کام ہوں
یارو امام زادہ ہوں اور خود امام ہوں

۴
پہناتے ہیں جو بیڑیاں میری خطا ہے کیا
ہاں بابا قتل ہو گئے میں زندہ رہ گیا
سمجھا ہیں ہتھکڑی کے پہنانے کا مدّعا
عباسؑ کی طرح نہ کٹے ہاتھ کیوں بھلا

اصغرؑ کی طرح حلق نہ زخمی ہوا مرا
ہے ریسمان و طوق کے قابل گلا مرا

۵
عابد کے سمت روتی چلی بنت مرتضیٰؑ
دیکھا کہ قید ہو چکا ہے وہ شکستہ پا
لیکن گلے کے بندھنے سے دم ہوتا ہے خفا
بولی بھتیجے تیری اسیری کے میں فدا

تھا غم تمھیں نہ تیغ سے میرا گلا ملا
اب خوش ہوئے کہ وارثِ شبیر خدا ملا

۶
بیمار سے یہ کہہ رہی تھی بنت مرتضیٰؑ
اتنے میں فوج سے عمر سعد نے کہا
باندھو رسن سے بازوئے اولادِ مصطفیٰؐ
لے لے کے ریسمان بڑھے بانئے جفا

پر شمر بے حیا سوئے زینبؑ رواں ہوا
پھر فاطمہؑ کی آل میں محشر عیاں ہوا

۷
لے کر رسن قریب جو آیا بد صفات
غیرت سے کانپی خواہر شبیر نیک ذات
منہ کر کے قتل گاہ کی جانب کہی یہ بات
اے بھائی دیکھو باندھتا ہے شمر میرے ہات

فریاد ریسمان اب آئی مرے لئے
ہاتھوں سے سر نہ پیٹنے پائی ترے لئے

۸
القصہ لٹ گئے حرم سبطِ مصطفیٰؐ
مقتل کی سمت رونے کو سب قافلہ چلا
پیدا ہوئی یہ لاشۂ عباس سے صدا
سیدانیو بھتیجی سے شرمندہ ہے چچا
مقتل میں رو کے پھر مرے رونے کو آئیو
سقے کی لاش پر نہ سکینہؑ کو لائیو

Presented by Ziaraat.Com

۹

ناگہ سُنی سکینہؑ نے لاشہ کی یہ صدا — چاروں طرف نگاہ کی اور رو کے یہ کہا
اے اماں ڈھونڈو بول رہے ہیں کہیں چچا — لیتے ہیں مرا نام میں اس پیاسے کے فدا
تم قتل گہ کو جاؤ میں دریا کو جاؤں گی
سب روئیں گے یہاں میں وہاں خاک اڑاؤں گی

۱۰

پھر ننھے ننھے بچوں سے بولی وہ نیک خو — ہم ہجولیو خدا کے لئے میرا ساتھ دو
میرے چچا کے رونے کو چلنے ہو تو چلو! — رو کر پچی پکاری کہ مجھ کو بھی ساتھ لو
مقتل میں روئیں سب شہ ابرار کے لئے
ہم تم ہمارا اپنا پیٹیں علمدار کے لئے

۱۱

یہ سُنتے ہی سکینہؑ نے تھاما چچی کا ہاتھ — اور ننھے ننھے بچے چلے اُس کے ساتھ ساتھ
زینبؑ کے گرد تھے حرم شاہِ نیک ذات — اک غول قتل گہ کو چلا اک سوئے فرات
اس قافلہ کی روحِ علیؑ پیشوا ہوئی
یاں ساتھ بال کھول کے خیر النساءؑ ہوئی

۱۲

پہنچی سکینہؑ لاش پہ جس دم لبِ فرات — مجرے کو دور سے جھکی کہکے جلیں یہ ہاتھ
اور سر پہ ہاتھ بچوں نے بھی رکھے اس کے ساتھ — بولی سکینہؑ العطش اے عم نیک ذات
لے کر بلائیں مردے کی پھر وہ لپٹ گئی
سقّے کی لاش شرم کے مارے اُلٹ گئی

۱۳

مُنھ رکھ کے پشتِ لاش پہ اپنا وہ بدحواس — کہتی تھی کیا غضب ہے کہ اب بھی بجھے نہ پیاس
سقہ بھی پاس پانی بھی پاس اور ہیں بھی پاس — گہہ ننھے ہاتھ جوڑ کے کرتی تھی التماس
کیا پانی پی لیا ہے جو روپوش ہوتے ہو
میں صدقے چشمِ زخم سے کیوں خون روتے ہو

۱۴

اس حرف سے ہوا تنِ بے روح کو یہ غم — اک ایک عضو کانپ گیا سر سے تا قدم
کہنے لگا خطاب یہ دریا سے دم بدم — نہر فرات تجھ کو مری پیاس کی قسم
شرمندہ ہوں میں دختر شاہ مدینہ سے — پانی اگر پیا ہو تو کہہ دے سکینہؑ سے

Presented by Ziaraat.Com

۱۵

تب نہر علقمہ سے ندا آئی آہ! آہ! — پیاسا ہوا سکینہ کا سقہ خدا گواہ!

حاشا جو کی ہو پانی پہ رغبت سے بھی نگاہ — اے لاڈلی حسین کی محجوبہ الٰہ

اب تک تمہارے سقہ نے لب تر کیا نہیں

کوثر کا پانی لائے تھے حیدر پیا نہیں

۱۶

زینب لب فرات گئی سب کو لے کے ساتھ — دیکھا چچا کی لاش پہ غش ہے وہ نیک ذات

ہے مُردے کے گلے میں پڑا چھوٹے چھوٹے ہاتھ — سب نے بہت پکارا مگر اس نے کی نہ بات

بانو پکاری یوں تو یہ آنکھیں نہ کھولے گی

عباس کی قسم اسے دو گے تو بولے گی!

۱۷

شانہ ہلا ہلا کے یہ چلائیں بی بیاں — عباس کی قسم تمہیں بولو سکینہ جاں

اے بی بی آنکھیں کھولو کہ ہے بیقرار ماں — آنسو سر حسین کے نیزے پہ ہیں رواں

آنکھوں کو کھولا سب کی طرف اک نگاہ کی

پھر لاش سے لپٹ گئی اور دل سے آہ کی

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

مجلس در بیان

واپسی اہلِ حرم مدینہ منورہ

رُباعیات

(۱)

ہجوم لاکھ ملے آفتاب مل نہ سکا !
کوئی بھی ہم لقب بو تراب مل نہ سکا
ہر ایک بزم میں ڈھونڈا چراغِ دل لیکر
خدا گواہ علیؑ کا جواب مل نہ سکا
(نظر جعفری)

(۲)

ثنائے آل محمدؐ کہ ہے میرا ایمان
کہ جن کے نام سے ہوتی ہیں مشکلیں آسان
ابھر سکے گا نہ وہ سفینۂ ظلم
ڈبو گیا ہے جسے تیری پیاس کا طوفاں

سوز

(۱)

شام سے باپ کا سر لے کے چلے زین العبا
مثلِ گل چاک دل اور کرتے ہوئے آہ و بکا
پہنچے مقتل کے جو نزدیک تو دیکھتے ہیں کیا
ہر بریدہ یہی ہر لاش سے آتی ہے صدا
مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسی می آید
کہ ز انفاس خوشش بوی کسی می آید

(۲)

حلقۂ اندوہ ہے نہ نجیم یا
چارہ سو ہے نرغۂ فوج بلا
کوئی دنیا میں نہیں مشکل کشا
ہاں مگر پڑھ کر حدیث لا فتیٰ
دیکھتا ہوں راہ اس کی دیر سے
جس نے سلماںؓ کو چھڑایا شیر سے

Presented by Ziaraat.Com

کیا ہو گئیں یزید کی دنیا پرستیاں — سنسان کیوں ہیں شام کی دلچسپ بستیاں

نمبر ٢

بجھ دل خرید تی تھیں کہاں ہیں وہ ہستیاں — دیکھیں ذرا جبین تکبر کی بستیاں

بجتے نہیں دمشق کی اس رہ زمین کے
ڈنکے بجے ہوئے ہیں جہاں میں حسینؑ کے

سلام

نمبر ١

ضبط گریہ ماتم سرور میں ہو سکتا نہیں — سر جھکا کر بیٹھ مجلس میں جو رو سکتا نہیں

رات اندھیری پرسشِ اعمال ایذا فشار — قبر میں بھی چین سے انسان سو سکتا نہیں

کار داتی ہیں ہی عاجز کار سازان جہاں — اپنے منہ کی گرد یا نی آپ دھو سکتا نہیں

کہتے تھے حضرت وہ مشرق میں کہ مغرب میں ہیں — دوستوں کے ہم نہ کام آئیں یہ ہو سکتا نہیں

شاہ کہتے تھے کہ دنیا بھی ہے عبرت کی جگہ — مر گیا بیٹا جواں اور باپ رو سکتا نہیں

نظم ہے یا گوہر شہوار کی لڑیاں انیس
جوہری بھی اس طرح موتی پرو سکتا نہیں

سلام نمبر ٢

کس طرح دل جانِ زہراؑ سے سنبھالا جائے گا — تیر کیونکہ حلق اصغرؑ سے نکالا جائے گا

یہ سمجھ کر لے گئے ہمراہ اصغرؑ کو حسینؑ — قید میں بانو سے یہ بچہ نہ پالا جائے گا

کہتے تھے عابدؑ مٹے تلووں کے سارے آبلے — یہ قیامت تک نہ دل کا کوئی چھالا جائے گا

شور ہے چلو میں شہ لیتے ہیں اصغرؑ کا لہو — حشر آ جائے گا جب یہ خوں اچھالا جائے گا

مرثیہ لے جائیں گے ہم قبر میں بھی اے رشید
یہ ہمارے ساتھ جنت کا قبالا جائے گا

سلام نمبر ٣

انساں کو چاہیئے کہ خیالِ قضا رہے — ہم کیا رہیں گے جب نہ رسولِ خدا رہے

کیا قہر ہے امام کو پہنائیں بیڑیاں! — حبل المتین جو ہو وہ رسن میں بندھا رہے

کشتی کو اس کی موج حوادث سے خوف کیا
بحرِ جہاں میں جس کا علیؑ ناخدا رہے

دُنیا کا بھی محل ہے بہت عاریت سرا
ہم آج رہ کے اُٹھ گئے کل اور آ رہے

یا رب ہو بیچ میں لحد ذاکرِ حسینؑ
یہ اس طرف نجف تو ادھر کربلا رہے

زینبؑ کو آ رہی تھی صدا شہ کی بعد قتل
اب تا بہ حشر تم سے بہن ہم جُدا رہے

بحرِ جہاں میں قطروں نے بھی سر اٹھائے ہیں
دیکھیں گے ہم حبابوں کی کب تک ہوا رہے

اللہ کیا نمک ہے کلامِ انیس کا
دشمن بھی گر پڑھے تو زباں پر مزا رہے

مرثیہ

تنہا شبِ فرقت میں بکا کرتی تھی صغرٰیؑ

تنہا شبِ فرقت میں بکا کرتی تھی صغرٰیؑ جینے کی نہ صحت کی دُعا کرتی تھی صغرٰیؑ	۱	دن آمدِ اکبرؑ کے گنا کرتی تھی صغرٰیؑ زہراؑ کی لحد سے یہ کہا کرتی تھی صغرٰیؑ

بیمار کو بیکس کو مسیحا سے ملا دو
صدقے گئی دادی مجھے بابا سے ملا دو

طولِ شبِ فرقت سے میں گھبراتی ہوں دادی ہمسائیوں کو ڈر کے میں چلاتی ہوں دادی	۲	گھر دیکھ کے سنسان ڈری جاتی ہوں دادی غمخوار کوئی اپنا نہیں پاتی ہوں دادی

ہمجولیوں کی گھر سے صدا بھی نہیں آتی
بابا بھی نہیں آتے قضا بھی نہیں آتی

Presented by Ziaraat.Com

اس طرح سے اب راوی صادق نے ہے لکھا پردیسیوں کا نامہ و پیغام نہ پہنچا	٣	تشویش میں سب چاند محرم کا بھی گزرا اک لڑکی نے اک روز کہا آکے کہ صغراؑ

کیا روتی ہے دل شاد ہو بابا ترا آیا
اے فاطمہؑ بیمار مسیحا ترا آیا!

صغراؑ نے سنا مژدہ جو ہیں یہ پدر آئے سجدہ کیا بولی مرے ارمان بر آئے	٤	لب کھل گئے شادی سے اور آنسو نکل آئے پھر پوچھا کہاں تک شہ جن و بشر آئے

ہے خیر رفیقان شہ عرش نشیں کی
کچھ دھوم سے آتی ہے سواری شہ دیں کی

کب ہوئیگا داخل یہاں فرزند ید اللہ وہ لڑکی لگی کہنے کہ بہت شہ ذی جاہ	٥	ہیں اکبرؑ و عباسؑ بھی ہمراہ شہنشاہ جو ساتھ سدھارے تھے وہ سب آئینگے ہمراہ

عرصہ نہیں اب کچھ بھی حسینؑ آتے ہیں صغراؑ
لینے کے لئے اہل وطن جاتے ہیں صغراؑ

ام سلمہؓ ہنستی ہوئی آئیں پھر اس جا اب تو مرے کہنے کا یقیں تم کو پڑے گا	٦	بولیں کہ حسینؑ آئے مبارک تمہیں صغراؑ میں تم سے نہ کہتی تھی کہ آئے شہ والا

جاں اپنی عبث تم نے یہاں ڈالی تھی غم میں
اب تم میں نہیں اٹھنے کی طاقت ہے کہ ہم میں

پھر بازوؤں کو تھام کے بیکس کو اٹھایا بیمار کو دروازہ پہ لے جاکے بٹھایا	٧	اور مادر عباسؑ کو بھی پاس بلایا صغراؑ کو مدینہ میں تلاطم نظر آیا

دیکھا کہ ہیں کوچوں میں سب چھوٹے بڑے ہیں
سب آمد شبیرؑ کے مشتاق کھڑے ہیں

اک غول ہوا دور سے ناگاہ نمودار اس غول کے حلقہ میں بشیر جگر افگار اے اہل وطن چین سے کیا بیٹھے ہو گھر میں	٨	تھی جسمیں صدا ہائے حسیناؑ کی ہر اک بار یہ مرثیہ پڑھتا ہوا آتا ہے بہ تکرار گھر لٹ گیا احمدؐ کے نواسے کا سفر میں

Presented by Ziaraat.Com

۹
اس حادثہ کے سنتے ہی غش ہو گئی صغراؑ
اور مادر عباسؑ کا دل سینہ میں کانپا
امّ سلمہؑ بولیں کہ یہ قہر ہوا کیا
سب لوگ لگے ہاتھوں سے سر پیٹنے اپنا
حسرت سے کوئی پشت بدیوار کھڑا تھا
ہر کوچہ میں اک ایک پہ بیہوش پڑا تھا

۱۰
ظاہر تھے مدینہ میں تو یہ حشر کے آثار
جو اونٹ ہوئے آلِ پیمبرؐ کے نمودار
غل پڑ گیا لو آئی ہے وہ عترت اطہار
وہ اونٹ پہ سجادؑ بھی سر ننگے ہے اسوار
وہ زین ڈھلا گھوڑا ہے فرزند نبیؐ کا
دیکھو وہ علم آتا ہے عباسؑ علی کا

۱۱
اک اونٹ عماری کا ہوا آہ نمودار
تھے جس کی مہار آپ لئے عابدؑ بیمار
انبوہ خلائق جو سوا ہوتا تھا ہر بار
سجادؑ حزیں کہتے تھے اک ایک سے گفتار
اس اونٹ سے ملکر نہ چلو بے ادبی ہے
یہ اشتر بانوئے حسینؑ ابن علیؑ ہے

۱۲
ناگہ شتر بانوئے مغموم گیا تھم
سجادؑ کو محمل سے پکاری وہ بصد غم
اس بھیڑ کو ہٹواؤ کہ رکتا ہے مرا دم
روضہ پہ محمدؐ کے مجھے لے چلو اس دم
کیا وجہ سواری مری اس جا جو کھڑی ہے
لو لا کوئی صغراؑ یہاں بیہوش پڑی ہے

۱۳
بانوؑ نے کہا تو مرا اونٹ بٹھا دو
بچھڑی ہوئی بیٹی کو گلے میرے لگا دو
دل ڈھونڈھ رہا ہے مری صغراؑ کو دکھا دو
عابدؑ تمھیں پردہ مری محمل کا اٹھا دو
میں سنتی ہوں آواز مجھے دیتی ہے صغراؑ
تم کہدو بلائیں تری ماں لیتی ہے صغراؑ

۱۴
القصہ شتر بانوں نے واں اونٹ بٹھائے
اور محمل وہودج سرِ دروازہ لگائے
بانوؑ جو اترنے لگیں گردن کو جھکائے
سجادؑ پکارے نہ یہاں اب کوئی آئے
بیوہ شہِ بیکس کی اترتی ہے محجوبہ!
مادر علیؑ اکبرؑ کی اترتی ہے محجوبہ

١٥
کچھ عورتیں روتی ہوئی واں آئیں کھلے سر
اور واسطے پردے کے لگیں کہنے چادر
دلِ بانوؑ کا بھر آیا لگی کہنے یہ رو کر
جس سے مرا پردہ تھا چلا اُس پہ تو خنجر
بے وارثی ہوں بیوہ و مغموم و حزیں ہوں
پردہ نہ کرو پردے کے قابل میں نہیں ہوں

١٦
زینبؑ کے اُترنے کی کبھی پھر آئی جو باری
منھ اپنا سوئے کرب و بلا کر کے پکاری
اے بھائی کہاں ہو میں تمہارے گئی واری
تم آکے اُتارو تو بہن اُترے تمہاری
تھے دور مگر صاحبِ اعجاز بڑے تھے
آئے یہاں اور روک کے چادر کو کھڑے تھے

١٧
سر پیٹتی اُتری شہِ مظلوم کی خواہر
داخل ہوئے سب اہلِ حرم گھر میں کھلے سر
فضہؔ نے کیا فرش سیہ بادلِ مضطر
سر ننگے حرم بیٹھ گئے آکے برابر
اس فرش پہ لٹا قافلۂ اہلِ عزا تھا
اور سامنے لوٹا ہوا اسباب رکھا تھا

مرثیہ

آمد ہے وطن میں حرمِ شیرِ خدا کی

١
آمد ہے وطن میں حرمِ شیرِ خدا کی
ہر ایک طرف دھوم ہے فریاد و بکا کی
جنبش میں لحد ہے علیؑ و خیر النساءؑ کی
تھرا رہی ہے قبر رسولؐ دوسرا کی
سب قافلہ پہنے ہوئے کالی کفنی ہے
بالائے زباں نوحہ ہے اور سینہ زنی ہے

Presented by Ziaraat.Com

۲

کیا بیکسی آلِ عبا کیجئے اظہار
نے فوج نہ خیمہ ہے نہ شبیر سا سردار
اکبر ہے نہ قاسم ہے نہ عباس خوش اطوار
لوٹا ہوا اسباب ہے اور عابد بیمار

ہر جا یہ صدا آتی ہے دیوار سے در سے
یوں لٹ کے وطن میں نہ پھرے کوئی سفر سے

۳

انبوہِ خلائق سے مدینہ میں ہے محشر
ہے چاک گریباں کوئی کوئی کھلے سر
در پر کوئی روتا ہے کوئی بام کے اوپر
گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں سب شہر کے اندر

بازار میں ہر سمت عجب دھوم پڑی ہے
دروازے پہ صغرا بھی عصا تھامے کھڑی ہے

۴

وہ کون سی جا ہے کہ قیامت نہیں جس جا
روحِ حسن پاک کہیں کرتی ہے نالا
حیدر کہیں روتے ہیں کہیں فاطمہ زہرا
فریاد پیمبر سے کہیں حشر ہے برپا

اس طرح سے ہر کوچہ میں فریاد و بکا ہے
گویا کہ حسین آج کے دن قتل ہوا ہے

۵

ناگاہ اٹھا غلغلہ با نالہ و زاری
سر ننگے شتربان تھے کالی سی عماری
لو خواہر شبیر کی وہ آئی سواری
اور ساتھ میں سیہ پوش یداللہ کی پیاری

داہنے علی تھامے ہوئے اپنے جگر کو
اور بائیں طرف فاطمہ کھولے ہوئے سر کو

۶

کیا شان کہوں زینب بیکس کی میں اظہار
مظلومیت اس گھوڑے کے چہرے سے نمودار
اشتر کے برابر تھا مظلوم کا رہوار
زیں خون سے تر سارا بدن تیروں سے افگار

پیتا تھا نہ پانی غمِ سلطانِ عرب سے
اور پشت و شکم ایک تھی فاقوں کے سبب سے

۷

بولا کوئی شبیر سے اعدا نے دغا کی
کی لاش بھی پامال امامِ دوسرا کی
امت کے یہ جب ظلم نبی یاد کریں گے
مظلوم پہ سید پہ مسافر پہ جفا کی
واللہ جفا کی! یہ جفا کی! یہ جفا کی!
تا روزِ جزا قبر میں فریاد کریں گے

Presented by Ziaraat.Com

٨
ناگاہ صدا زینبؑ بیکس کی یہ آئی
لوٹی گئی پردیس میں زہراؑ کی کمائی
شبیرؑ کو مارا ہے محمدؐ کی دُہائی
بھائی سے چھڑا کر مجھے تقدیر ہے لائی

فریاد کہ بے وارثی ہو آئی ہے زینبؑ
شبیرؑ سے ماں جائے کو کھو آئی ہے زینبؑ

٩
میں وہ ہوں پھری کوفے میں جو با سرِ عریاں
کھو آئی ہوں جنگل میں مدینہ کا میں سلطاں
میں وہ ہوں کہ جس کا ہے لقب بے سر و ساماں
میں مر نہ گئی بھائی مرا ہو گیا بے جاں

اب غم نہیں ہمارے نہ دم سرد بھرو تم!
اے اہلِ وطن آ کے مجھے قتل کرو تم

١٠
بِن بھائی کی کہلا کے جیوں فائدہ کیا ہے
اے صاحبو جو مجھکو سزا دو وہ بجا ہے
کیوں مر نہ گئی شاہ کے غم میں یہ خطا ہے
مر جانے دو منظور اگر اپنا بھلا ہے

بہتر ہے تمھیں چاہیئے مجھ کشتۂ غم سے
لٹ جائے مدینہ نہ کہیں میرے قدم سے

١١
وہ قافلہ روضہ پہ محمدؐ کے جو آیا
اور قبر کو رو رو کے یہ زینبؑ نے سنایا
گنبد بھی لگا کانپنے یہ شور مچایا
نانا مجھے سر ننگے لعینوں نے پھرایا

کیا ظلم ہوئے بعد شہنشاہ زمن کے
اب تک ہیں مرے بازوؤں میں نیل رسن کے

١٢
میں کیا کہوں ظلم و ستم شمرِ ستمگر
کہتا تھا بتا دے مجھے اے دخترِ حیدرؑ
ہر بار مری پشت میں نیزے کو لگا کر
شبیرؑ کی دولت ہے کہاں خیمہ کے اندر

کیا کیا کہوں میں ظلم و ستم شمرِ دنی کے
سوراخ ہیں یہ پشت میں نیزہ کی انی کے

١٣
جب خوب سا روضہ میں ہوا شیون و ماتم
گھر چل کے بکا کیجئے اے ثانیٔ مریمؑ
سجادؑ نے زینبؑ سے کہا با دلِ پُر غم
پُرسہ کیلئے بیبیاں سب آئی ہیں اُس دم
زینبؑ نے کہا منھ کسے دکھلاؤں گی بیٹا
اس روضہ سے اُٹھ کر نہ کہیں جاؤں گی بیٹا

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

اس قبر سے اٹھتی تھی نہ وہ بیکس ناچار صغراؑ کے گلے مل کے حرم روئے کئی بار	۱۴	گھبرا گئے سمجھ کے اُسے عابدؑ بیمار زینبؑ وہ مکاں دیکھ کے کرنے لگی گفتار

خالی ہے ہر اک حجرہ تو ویران مکان ہے
اکبرؑ ہے کہاں قاسمؑ و عباسؑ کہاں ہے

سلام

مولانا محمد مصطفیٰ جوہر مدظلہ

کنارے حوضِ کوثر کے شہِ ابرار بیٹھے ہیں
لئے حلقے میں شہؑ کو شہؑ کے ماتم دار بیٹھے ہیں

غمِ شبیرؑ میں جینا ہمارا حق ہے، جیتے ہیں
ہمارے غیر ہیں، جینے سے جو بیزار بیٹھے ہیں

امامِ عصرؑ آؤ انتقامِ خونِ ناحق کو
ہمیں دو اذن ہم کھینچے ہوئے تلوار بیٹھے ہیں

بنائے کعبہ کس نیت سے کی تھی بڑھ کے پوچھو تو
علیؑ کے پاس بیت اللہ کے معمار بیٹھے ہیں

"سلونی" کی صدا تنقید ہے دورِ گذشتہ پر
علیؑ منبر پہ مثلِ احمدِ مختار بیٹھے ہیں

بلادوں نغمہ سو نغمہ نہ کیوں توصیفِ حیدرؑ میں
امینِ وحی جب کھولے ہوئے منقار بیٹھے ہیں

نفاق و شرک ڈرتے ہیں دلِ مومن تک آنے میں
یہ ایماں ہے کہ دل میں حیدرِ کرار بیٹھے ہیں

اُدھر نامِ حسینؑ آیا، اِدھر آنسو ہوئے جاری
مری آنکھوں میں گویا عابدِ بیمار بیٹھے ہیں

قیامت ہے، جواں بیٹے کی میت اٹھ نہیں سکتی
کمر تھامے سرہانے سیدِ ابرار بیٹھے ہیں

نہیں عباسؑ سا بھائی، لحد خود ہی بنا لینگے
لئے اصغرؑ کی میت شاہِ دیں ناچار بیٹھے ہیں

بیاں دردوں کا ہے، عابدؑ چلے ہیں منزلوں پیدل
خدا معلوم اس آفت میں کتنی بار بیٹھے ہیں

رقیہؑ قید میں جب باپ کو روتی تو ماں کہتی
مری بچی نہ رو، ظالم پسِ دیوار بیٹھے ہیں

بیاں کر حاجتیں جوہر سفارش تیری کردینگے
حضورِ شاہ عباسِ علمبردار بیٹھے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

مجلس دربیان

چہلم امام عالیمقام

رُباعیات

(۱)

چہلم کا ہنوز داغ سینے میں ہے
یہ روز وہ ہے کہ بے حسینؑ ابن علیؑ
رو داد نئی ہر ایک مہینے میں ہے
سجاد کا داخلہ مدینے میں ہے

(۲)

اے اہل عزا روح رسولؐ آتی ہے
چہرے سے یہ نقاب اشک ڈالو! ڈالو!
اور روح حسنؑ زار و ملول آتی ہے
سر ننگے بہشت سے بتولؐ آتی ہے

سوز

عزیزو نوحہ کرو یہ سوئے ضریح و علم
تمام ہوتی ہے چہلم کی مجلس قائم
کہ الوداع حسینؑ غریب شاہ امم
ہزار حیف نہ جی بھر کے تم کو رو لیے ہم
نبیؐ کا صدقہ رضا مند جائیو آقا
بروز حشر ہمیں بخشوائیو آقا

Presented by Ziaraat.Com

سلام ۱

ہر ایک ذرّہ لب اے مجرئی حساب میں ہے
کہ سوزِ ماتمِ شبیرؑ آفتاب میں ہے

حسینؑ کہتے تھے اے ذوالجناح ٹھہر کے چل
کہ روحِ فاطمہؑ زہرا مری رکاب میں ہے

یہ وارثِ دل علیؑ ہوں پکارتے تھے حسینؑ
کہ آج ریش میری خون کے خضاب میں ہے

جو رن میں آتی تھی بو جسمِ شہیدوں کے
کہاں وہ نکہت جاں بخش مشکِ ناب میں ہے

نگاہِ مہر کر اے شاہؑ مدح گویوں پر
دبیر بھی ترے اربابِ انتخاب میں ہے

سلام ۲

لعینوں نے جسے مہماں بلایا اس کا چہلم ہے
عوض دعوت کے جس کا گھر مٹایا اس کا چہلم ہے

لگائے تھی جسے چھاتی سے ماں اپنی مصیبت میں
گلے پر تیر جس بچہ نے کھایا اُس کا چہلم ہے

اٹھا کر رن سے خیمہ میں غریب و بیکس و تنہا
بہتر کے جنازے جو کہ لایا اس کا چہلم ہے

ہوئی شادی یہ کیسی کہ بلا میں روزِ عاشورا
جو دولہا بات کبھی کہنے نہ پایا اس کا چہلم ہے

کمر ٹوٹی تھی چلنا راہ کا دشوار تھا جس کو
جواں بیٹے کا غم جس نے اٹھایا اس کا چہلم ہے

برابر کے جواں بھائی کو رو دیا جو کہ غربت میں
نہ جس نے مرتے دم تک چین پایا اس کا چہلم ہے

لعینوں نے کیا پامال لاشہ اور عداوت سے
لگا کر آگ جس کا گھر جلایا اس کا چہلم ہے

پیاسا جو گیا دنیا سے بیکس روزِ عاشورا
نہ جس نے مرتے دم پانی بھی پایا اس کا چہلم ہے

پدر کی گود میں آئی ہے جس کو موت عالم میں
جوانی کا نہ خط جس نے اٹھایا اس کا چہلم ہے

اسی کا غم ہے دل میں اے رضی مرنے پہ بھی باقی
جفا کاروں نے جس کا خوں بہایا اس کا چہلم ہے

Presented by Ziaraat.Com

سلام ۳

مجرائی شاہِ ہدیٰ کا آج چہلم ہو چکا — مالکِ صبر و رضا کا آج چہلم ہو چکا
جس کے غم میں رو رہے ہیں جن و بشر حور و ملک — اُس شہیدِ کربلا کا آج چہلم ہو چکا
رُوح جسکی قبض کی تھی ایسے دغا گر نے — اس امامِ اتقیا کا آج چہلم ہو چکا
پھول سے سینے پہ پھل برچھی کا کھایا بے گناہ — ہم شبیہ مصطفےٰ کا آج چہلم ہو چکا
ننھے ہاتھوں سے سکینہؑ پیٹ کر کرتی تھی بین — بازوئے شاہِ ہدیٰ کا آج چہلم ہو چکا
بے کفن کا بے وطن کا بیکس و مظلوم کا — بادشاہِ کربلا کا آج چہلم ہو چکا
کہتی تھی زینبؑ ہمیں مقدور شربت کا نہیں — ورثہ دارِ انبیاءؑ کا آج چہلم ہو چکا
دوپہر میں گلشنِ احمد ہوا تاراج آج — بادشاہِ دوسرا کا آج چہلم ہو چکا
ہے غضب مہماں بُلایا اور کیا پیاسا شہید — ہائے ابنِ مرتضیٰؑ کا آج چہلم ہو چکا
سجدۂ خالق میں شہ رگ پہ ہوا خنجر رواں — ہائے مقبولِ خُدا کا آج چہلم ہو چکا
کس زباں سے ہو بیاں حالِ شہادت دوستو — قاسمِ گلگوں قبا کا آج چہلم ہو چکا

بیٹے کے غم میں یہ بانوؑ کرتی تھی رو رو کے بَین
باپ کے صاحب ع۱۰ کا آج چہلم ہو چکا

مرثیہ ۱

"چہلم جو کربلا میں بہتّر کا ہو چکا"

۱
چہلم جو کربلا میں بہتّر کا ہو چکا — اور فاتحہ حسینؑ کے لشکر کا ہو چکا
پیوند بیکسوں کے سر و تن کا ہو چکا — مدفون لاشہ سبطِ پیمبرؐ کا ہو چکا
ماتم میں تین روز رہے شور و شین سے
روئے لپٹ لپٹ کے مزارِ حسینؑ سے

۲

مثلِ چراغِ گورِ غریباں یہ دل جلائے
بیران کی بود و باش کے سامان جو یاد آئے
پھولوں کے بدلے قبروں پہ لختِ جگر چڑھائے
بیساختہ پکارے کلیجہ پکڑ کے ہائے

اب کس کے ساتھ داخلہ کربلا ہوا!
لایا تھا جو مدینہ سے وہ ہم کو کیا ہوا

۳

آئے تھے دوسری کو محرم کی کس کے سات
اُترے تھے جب تو روکی تھی عباسؑ نے قنات
خیمے بپا ہوئے تھے برابر لبِ فرات
تاکید تھی کہ زور سے کوئی کرے نہ بات

ہے ہے وہ پردہ دار ہمارے کدھر گئے
بے پردہ ہو کے آلِ نبیؐ دربدر گئے

۴

مقتل کے آس پاس یہ بیووں کی تھی فغاں
اے مرے کربلائی برادر حسینؑ کی جاں!
زینبؑ جبیں لحد پہ رکھے کرتی تھی بیاں
ہمشیر تین دن سے تمہاری ہے مہماں

اللہ مری بات بھی بلوچھی نہ آپ نے
زنداں کی واردات بھی پوچھی نہ آپ نے

۵

میں جانتی تھی شہر بسا ہوگا بھائی کا
چہلم کروں گی دھوم سے میں کربلائی کا
ہوگا ہجوم قبر پہ ساری خدائی کا
پرسا بھی یہاں نہیں کوئی زہراؑ کی جائی کا

منہ ڈھانپنے کو آپ ہی بلّہ بھی لیتی ہوں
اور اپنے دل کو آپ ہی پرسا بھی دیتی ہوں

۶

چہلم تو کر چکی میں دل افگار یا حسینؑ
بیٹا بھی اور بہن بھی ہے نادار یا حسینؑ
اب روضہ کس طرح سے ہو تیار یا حسینؑ
آخر کبھی تو آئیں گے زوّار یا حسینؑ

تکیہ ہے کارسازیٔ پروردگار پر
اس دم تو سائباں نہیں ہے مزار پر

۷

بھیّا میں داستانِ الم کیا کروں بیاں
ٹوٹا مصیبتوں کا غریبوں پہ آسماں
خیمے جلے ذلیل ہوئیں ننگے سر پھریں
کیوں مر گئی نہ آہ یہ ہمشیر خستہ جاں
لوٹی گئیں اسیر ہوئیں ساری بی بیاں
اونٹوں پہ قیدیوں کی طرح دربدر پھریں

Presented by Ziaraat.Com

٨
سر ننگے بنتِ فاطمہؑ بازار میں گئی ! ! !
ابن زیاد شوم کے دربار میں گئی
بے مقنعہ آہ مجلسِ اشرار میں گئی
بزمِ یزیدِ لعیں فاجر و بدکار میں گئی

آنکھوں سے ظلم بانیٔ شر دیکھتی رہی
طشتِ طلا میں آپ کا سر دیکھتی رہی

٩
دکھیا بہن کی آپ نے بھیا نہ لی خبر
رکھتے تھے ہر ستم کو روا ہم پہ اہل شہر
بھیا ہمیں پھرایا ہے شہروں میں ننگے سر
بے وارثوں پہ ڈالتے تھے قہر کی نظر

زندہ ستم اٹھانے کو یہ خستہ تن رہی
زندانِ تنگ و تار میں بھیا بہن رہی

١٠
بھیا ترے فراق میں تھی نیم جاں بہن
دن رات یاد کرتی تھی بھیا یہ خستہ تن
مدت کے بعد آکے ملے ہو شہِ زمن
قربان سر بریدہ کے یہ کشتۂ محن

مضطر بہن کے دل کو تسلی تو دیجئے !
ماں جائے کچھ تو حال بیان اپنا کیجئے

١١
حضرت کی قبر ہل گئی زینبؑ کے بین سے
شہزادہ جاں بلب ہے پھوپھی شور و شین سے
آکر کہا بشیر نے ابن حسینؑ سے !
چلئے وطن کو قبرِ شہِ مشرقین سے

عابدؑ نے پوچھا کیوں پھوپھی اماں قبول ہے
وہ بولی اختیار ہے کیا ہاں قبول ہے

١٢
اے کربلائے سید دلگیر الوداع
اے قبر ہے یہ صاحبِ تطہیر الوداع
اے قتل گاہ حضرت شبیرؑ الوداع
لو بھائی جان جاتی ہے ہمشیر الوداع

کیا بے نصیب ہے یہ نواسی رسولؐ کی
جس کی مجاوری بھی نہ تم نے قبول کی

١٣
اے کربلا کے سید و سردار الوداع
ہم بیکسوں کے قافلہ سالار الوداع
تڑپا رہا بدن کو یہ دردِ فراق ہے
نورِ نگاہ احمدِ مختار الوداع
دکھیا بہن کے مونس و غمخوار الوداع
بھیا لحد کا چھوڑنا زینبؑ کو شاق ہے

Presented by Ziaraat.Com

۱۴
بے آپ کے بقیع میں کس منہ سے جاؤں گی
گر جاؤں گی تو سخت ندامت اٹھاؤں گی
نانا کے بھی مزار پہ عزت نہ پاؤں گی
پوچھیں گے سب جو لوگ تو میں کیا بتاؤں گی

رخصت کیا حضور نے کیونکہ میں یہاں رہوں
جاؤں تو کس طرف کو، رہوں تو کہاں رہوں

۱۵
بھیّا اٹھو کجاوہ میں مجھ کو تم ہی بٹھاؤ
روکیں قنات اکبرؑ و عباسؑ کو بلاؤ
بھیّا میں بے نقاب ہوں رہگیروں کو ہٹاؤ
خالی ہے گود بھابی کی اصغرؑ کو لیتے آؤ

سردار سارے قافلہ کے آگے ہوتے ہیں
تیار کارواں ہوا اور آپ سوتے ہیں

۱۶
کب سے تمھیں پکار رہی ہوں میں خستہ تن
بھیّا گلے لگاؤ تو جاؤں سوئے وطن
ہے ہے جواب بھی نہیں دیتے شہِ زمن
آئی ندا سدھارو خدا حافظ اے بہن

اصغرؑ کو میری سمت سے تم پیار کیجیو
ہو گا تو اب خاطرِ بیمار کیجیو!

۱۷
لیکر بلائیں قبر کی بی بی وہ سوگوار
تسلیم کی لحد کو پھری گرد سات بار
اس پیار کے نثار اس آواز کے نثار
جی تو نہ چاہتا تھا یہ جبراً ہوئی سوار

جب تربت حسینؑ کی غربت نظر پڑی
ناقہ پہ کتنی بار چڑھی اور اتر پڑی

مرثیہ ۲

آج چہلم تمام ہوتا ہے

۱
آج چہلم تمام ہوتا ہے!
کشتوں کا اب مقام ہوتا ہے
دفن سب کا امام ہوتا ہے
دور گردوں خیام ہوتا ہے

Presented by Ziaraat.Com

تنِ شہ آج سر سے ملتا ہے!
عرش خالق دوبارہ ہلتا ہے

کربلا میں ہے آج شیون و شین
روتی کبریٰ ہے شہ کی نور العین
۲
دفن ہوتی ہے آج لاش حسینؑ
بانوئے شاہ ہے بہت بے چین

رو رو زینبؑ دوہائی دیتی ہے
کروٹیں شہ کی لاش لیتی ہے

شش جہت میں ہے شور واویلا
قید سے چھوٹ کر امام آیا
۳
آتی ہے یہ ملائکہ کی صدا
آج اک حشر پھر بپا ہوگا

چلو اے قوم پیشوائی کو!
لاؤ زینبؑ فلک ستائی کو

آگے آگے تھے جبرئیل امیں
پھینک کر تاج سر بروئے زمیں
۴
اُن کے پیچھے ملائکہ غمگیں
آئے بیمار کربلا کے قریں

حاملانِ الم کو لے آئے
قتل گہ میں حرم کو لے آئے

آج سجادؑ کو غش آتے ہیں
باپ کی لاش کو ہلاتے ہیں
۵
غش سے فرصت ذرا جو پاتے ہیں
گھٹنے زنجیروں کے دکھاتے ہیں

جب وہ بیمار دکھ سناتا ہے
لاشہ شاہ کانپ جاتا ہے

پہونچے عابدؑ جو لاشۂ شہ پر
کچھ خبر آپ کو ہے اے سرور
۶
بولے باصد ملال رو رو کر
رنج کیا کیا ہوئے ہیں بندہ پر

آپ کے بعد ہم اسیر ہوئے
طوقِ آہن میں دستگیر ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

۷
لے گئے ہم کو بیڑیاں پہنا! — اور گردن میں طوق بھی ڈالا
آپ سوتے رہے یہاں بابا! — لی خبر بھی نہ میری کچھ اصلا
دشمنِ دیں زبس ستاتے تھے
تازیانے مجھے لگاتے تھے

۸
سُن کے اہلِ حرم بھی شہ کی صدا — روئے ایسا کہ ہوش بھی نہ رہا
پھر تو زینبؑ نے شاہ سے یہ کہا — بھائی آئی ہے یہ بہن دکھیا
ساتھ اہلِ حرم کو لائی ہوں
پر سکینہؑ کو کھو کے آئی ہوں

۹
بولی زینبؑ کہ اے شہیدِ امام — آئی ہوں طے میں کر کے راہ تمام
اب یہاں سے نہ جاؤں گی ایک گام — آپ کی قبر پر رہوں گی مدام
اسی بیشہ میں جان کھوؤں گی!
عمر بھر آپ کو میں روؤں گی!

۱۰
بھائی شرمندہ ہوں میں صغراؑ سے — منھ وطن میں دکھاؤں کیا جا کے
نہیں ممکن ہے اب یہ زینبؑ سے — آپ کو بن میں چھوڑ کر جائے
قبرِ اصغرؑ کی اب بناؤں گی!
عمر بھر بیٹھی خاک اُڑاؤں گی

۱۱
سُن کے لاشہ تڑپ گیا شہ کا — آئی حلقِ بریدہ سے یہ صدا
اے بہن دخترِ علیؑ ہدا — کہوں پیغام کیا میں صغراؑ کا
مجھ کو سجادؑ سے ندامت ہے
ہجرِ صغراؑ کا ایک قیامت ہے

۱۲
لاشِ اکبرؑ پہ زینبؑ دلگیر — آئی جس دم بحالتِ تغییر
کہتی تھی اے میرے بدرِ منیر — خاک میں تیری مل گئی تصویر
سو چکے بس اُٹھو اُٹھو بیٹا! — آئے سجادؑ ہیں ملو بیٹا

۱۳
تم سے چھٹ کر ہوئے یہ مجھ پہ ستم
ننگے سر دربار بے ردا تھے ہم!
قید کر شام لے گئے اظلم
طشت میں تھا سر امام اُمم

ساتھ فوج یزید تھی بیٹھا
قتل سیّد کی عید تھی بیٹا

۱۴
تھی سکینہ جو شاہ کی دختر
حال بیٹی کا دیکھو اے سرور
کھڑی کہتی پدر کے لاشہ پر
بال کھولے ہیں اپنے رو رو کر

مجھ پہ کیا کیا ستم ہوئے بابا
منہ کا دیکھو مرے ورم بابا

۱۵
عید کے روز تم نے اے سرور
لے گیا اس کو شمر بد گوہر
تھے پہنائے جو کان میں گوہر
اور طمانچے بھی مارے ہیں منہ پر

اپنا دکھ میں سنانے آئی ہوں
نیل منہ کا دکھانے آئی ہوں

Presented by Ziaraat.Com

مجلس در بیان

شہادت حضرت زینب علیہ السلام

آیت حق کی چھاؤں میں عصمت کا پھول تھیں
زینبؑ کہیں علیؑ تھیں کہیں پر رسولؐ تھیں

رُباعیات

(۱)

ایک روز بڑا صبر دکھائے گا حسینؑ
یہ سوچ کے سینے پہ سُلاتے تھے رسولؐ
رحمت کی طرح جہاں پہ چھائے گا حسینؑ
اسلام کی قسمت اک روز جگائے گا حسینؑ

(آمیر لکھنوی)

(۲)

کوئی ذرا جا کہ عباسؑ سے یہ کہہ دے
بلوے میں بنت زہراؑ محتاج ہے ردا کی
عباسؑ بی بی زینبؑ بے پردہ جا رہی ہے
بالوں سے اپنے منہ کو زینبؑ چھپا رہی ہے

(۳)

کوئی مثال شہہ مشرقین، بن نہ سکا!
ولی بنائے، وصیؑ و نبیؐ بنا ڈالے
خدا کے نور کا، نور دو عین بن نہ سکا
خدا بھی بن گئے لیکن حسینؑ بن نہ سکا

(نور لدھیانوی)

(۴)

عبادتوں کا جو عنوان ہے تو ذکر علیؑ
سکونِ قلب کا سامان ڈھونڈھنے والو
کمال مرکز ایمان ہے تو ذکر علیؑ
سکون قلب کا سامان ہے تو ذکر علیؑ

(نور لدھیانوی)

Presented by Ziaraat.Com

سوز ۱

عزیزو آج یہ نیرنگ ہے زمانے میں علیؑ کی بیٹیاں جاتی ہیں قید خانے میں
اٹھائے لاکھ الم تا بہ شام جانے میں بندھی ہے ایک رسن بیکسوں کے شانے میں
نہ چین پایا نہ سوئے نہ آب و دانہ ملا
ملا تو شام میں ٹوٹا سا قید خانہ ملا

(سوز ۲)

دیارِ شام میں جب بیکسوں کو شام ہوئی وہ رات پیٹنے رونے میں سب تمام ہوئی
روانہ اونٹوں پہ خلقِ خدا تمام ہوئی ہوا یزید بر آمد یہ دھوم دھام ہوئی
فلک ستائی ہوئی غم کی مبتلا زینبؑ
چلی یزید کی محفل میں بے ردا زینبؑ

سلام

قید خانے میں تشنہ لب زینبؑ پڑھ رہی ہے نمازِ شب زینبؑ
ریسمانِ ستم ہے شانوں میں سر بسجدہ ہے پیشِ رب زینبؑ
بھوکے پیاسے ہیں شاہ کے بچےؑ اور خود بھی ہے تشنہ لب زینبؑ
بنتِ سرورؑ کو گود میں لے کر جاگتی ہے تمام شب زینبؑ
کہہ رہی ہیں حسینؑ کے سر سے تم پہ قربان جاں بلب زینبؑ
بات کرتے نہیں ہو ماں جائے بولو جائے یہاں سے کب زینبؑ
دل میں ناسور پڑ گئے میرے کیا کرے جی کے خاک اب زینبؑ
تھیں حقیقت میں صابرہ حلمیؔ
خواہرِ شاہ خوش لقب زینبؑ

مرثیہ

1
جب دختر خاتون قیامت ہوئی پیدا
اور شمع شبستان ہدایت ہوئی پیدا
شرح کتب عفت و عصمت ہوئی پیدا
پیدا ہوئی پھر بہر مصیبت ہوئی پیدا
پیدائش زینبؑ کی خوشی فوت ہوئی تھی
ساماں ولادت تھا وہ یا موت ہوئی تھی

2
طفلی سے بجز صوم و صلوٰۃ اور نہ تھا کام
زینبؑ کی عبادت پہ ہیں شاہد سحر و شام
لکھا ہے کہ ایک روز صبح کو معصومۂ خوش انجام
مشغول تھی قرآں کی تلاوت میں لب بام
دل حق کی طرف حرفوں پہ قرآں کے نظر تھی!
چادر جو گری سر سے تو اصلا نہ خبر تھی

3
اللہ رے پاس ادب دختر زہرا
گو صبح تھی پہ چشم نہ خورشید نے کی وا
زینبؑ نے تلاوت کو دیا طول بہت سا
دن دوپہر آیا پہ ہوا مہر نہ پیدا
روپوشی خورشید کا باعث تو کھلا تھا
بے پردہ رخ شمع شبستان حیا تھا

4
مسجد میں نبیؐ کے ہوئے اصحاب فراہم
ہر ایک کا منہ فق تھا سحر اسدم
کی عرض محمدؐ سے کہ اے سرور عالم
کچھ کیجئے تدبیر کہ مرتے ہیں بس ہم
ہنگام زوال آتا ہے کب نکلے گا خورشید
کیا حشر ہوا نیزے پہ اب آئے گا خورشید

5
کی پھر تو نبیؐ نے یہ دعا با دل تغیر
اے جلوۂ شمس و قمر مالک تقدیر
زہراؑ کے ستارے ہیں جو یہ شبرؑ و شبیرؑ
جن کے مہ و خورشید سے ہے خوب ہی تنویر
ان دونوں کے خاطر تو یہ مہر عطا کر
خورشید جہاں تاب کو اب جلوہ نما کر

Presented by Ziaraat.Com

جبریلؑ نے آکر یہ نبیؐ سے کہا اس آن زینبؑ جو نواسی ہے تیری فاطمہ کی جان	٦	محبوب خدا تم کو خدا کا ہے یہ فرمان سر ننگے لب بام پہ پڑھتی ہے وہ قرآن

زینبؑ کی بھی خاطر ہمیں زہراؑ کے سبب سے
نکلا نہیں خورشید اسی پاس ادب سے

جب تک کہ نہ اوڑھے گی ردا دختر حیدرؑ حصے میں تیری آل کے عصمت ہے برابر	٧	خورشید نہ نکلا ہے نہ نکلے گا فلک پر کس طرح سے دیکھے آنکھیں خورشید منور

خالق نے ازل سے یہ شرف ان کو دیا ہے
نور ان کا سدا شیشۂ عصمت میں رہا ہے

اب رحلت زینبؑ کا یہ ہے واقعہ تحریر تھا خانۂ زہرا جہاں اور حجرۂ شبیرؑ	٨	سجادؑ کے ساتھ آئی مدینہ میں جو دلگیر دن رات وہاں روتی تھی وہ شاہ کی ہمشیر

مرتا تھا جواں بیٹا وطن میں جو کسی کا
روتی تھی بیاں کر کے وہ ہمشکل نبیؐ کا

دولہا کوئی بنتا تھا تو کہتی تھی یہ روکر بچہ کوئی روتا تھا تو یاد آتا تھا اصغرؑ	٩	بن بیاہا جہاں سے گیا ہے میرا اکبرؑ کہتی تھی کہ اصغرؑ کو بھی لوں گود میں کیونکر

قاسمؑ کا سدا تذکرہ بالائے زباں تھا
پہروں اسے کبرا کے رنڈاپے کا بیاں تھا

القصہ کہ زینبؑ کو سدا بھائی کی تھی یاد گذری یہ خبر اس کو کہ کیا بیٹھا ہے دل شاد	١٠	تھا دشمن عابدؑ جو یزید ستم ایجاد ایک فوج کثیر اب پئے یارئے سجاد

وارث ہے وہ تیغ دو سر شاہ ہدا کا
اب تجھ سے عوض لے گا وہ خون شہدا کا

یہ سن کے دیا حکم شقی نے سر دربار زنجیر بھی اور طوق بھی بھاری سا ہو تیار کس بات پہ مغرور وہ ابن شہ دیں ہے	١١	عابدؑ کو گرفتار کریں جا کے جو اسوار تو مجھ سے وہ اب جنگ کا ہوگا طلب گار کچھ بھولی اسیری کا مزہ یاد نہیں ہے

Presented by Ziaraat.Com

۱۲ وہ داغِ رسن ہاتھوں میں باقی نہ رہے کیا
یہ جانتا گر میں تو سدا قید میں رکھتا
کیا بھول گیا برہنہ پا کانٹوں پہ پھرنا
خیر اب بھی گیا کیا ہے تجھے کچھ نہیں خطرا
پابوس ہوا حلقۂ زنجیر دوبارہ
گردن میں پڑا طوقِ گلوگیر دوبارہ

۱۳ اِک ہاتھ پکڑتا تھا تو تھا ایک گلوگیر
وہ کہتے تھے یاں پوچھو نہ اب نائبِ شبیرؑ
عابد یہی کہتے تھے کہ کیا ہے میری تقصیر
اب شام میں ہو جائے گی جو ہونا ہے تعزیر
عابدؑ نے کہا خیر چلو ڈر مجھے کیا ہے
مظلوم کا فرزند تو راضی بہ رضا ہے

۱۴ موجود ہوں حاضر ہوں میں قیدی ہوں تمہارا
زینبؑ کو تو اب قید کرو گے نہ دوبارا
لیکن مجھے بتلاؤ تو یہ بہر خدا را
موجود ہے وہ بھی نہیں کچھ زور ہمارا
گر کام نہیں اس سے تو کہہ دو یہ خوشی سے
مِل آؤں میں ہمشیرِ حسینؑ ابنِ علیؑ سے

۱۵ عابدؑ کے سخن کو کوئی خاطر میں نہ لایا!
رہرو کے زن و مرد نے ایک شور مچایا
ناقے پہ اسی شکل سے بے کس کو بٹھایا
ناگاہ یہ اک شخص نے عابدؑ کو سنایا
کیا بیٹھے ہو ناقے پہ ذرا دیکھو اُدھر کو
ہمشیرِ حسینؑ آتی ہے کھولے ہوئے سر کو

۱۶ سجادؑ نے دیکھا تو نظر آیا یہ احوال
چلاتی ہے یا ختمِ رسل دیکھو میرا حال
ہیں دخترِ زہراؑ نے پریشاں کئے بال
قیدی ہوا مظلوم میرے بھائی کا ہے لال
اُمت سے ذرا پوچھو تو کیا اس کی خطا ہے
بن باپ کے فرزند کو کیوں قید کیا ہے!

۱۷ یہ سنتے ہی اشتر سے گرے عابدؑ مضطر
مرقد سے نکل آیا ہے اک دستِ پیمبرؐ
گو لاشۂ اکبرؑ پہ بھی آپ آئی تھیں رن میں
سر پاؤں پہ زینبؑ کے رکھا اور کہا رو کر
کرتے ہیں تمھیں منع کہ رونا نہیں بہتر
پر آج خجل مجھکو کیا تم نے وطن میں

Presented by Ziaraat.Com

۱۸
رو کر کہا زینبؑ نے کہ اے عاشقِ باری
اور گھر سے انھیں لیکے چلا فرقۂ ناری
جب گردنِ حیدرؑ میں رسن باندھی تھی واری
سر ننگے نکل آئی تھی مادر بھی ہماری

تم قید میں ہو میرا نکلنا بھی روا ہے
کیا صبر میرا فاطمۂ زہرا سے سوا ہے

۱۹
بیتابیٔ زینب سے جو عابدؑ ہوئے لاچار
پھر آپ بھی اسوار ہوئے عابدؑ بیمار
ایک ناقۂ محمل میں پھوپی کو کیا اسوار
گرداں کے چلے بن کے نگہبان ستمگار

ہر کوچ میں تھا حال عجب بنتِ علیؑ کا
آتا تھا سفر یاد اسے سبطِ نبیؐ کا

۲۰
جب منزلِ آفت کی وہ طے کیں سحر و شام
اک باغ میں شب باش ہوئے عابدِ ناکام
وارد ہوئے سجادؑ حزیں متصل شام
وہ رات تھی زینبؑ کے لئے موت کا پیغام

اللہ سے کہنے لگی ہاتھوں کو اٹھا کر
کیا شام کے بلوہ کو میں پھر دیکھونگی جا کر

۲۱
اس رات کو زینبؑ رہیں مصروفِ مناجات
سجادؑ نے رو رو کے یہ زینبؑ سے کہی بات
ناگہ سحر کوچ نمایاں ہوئی ہیہات
لو تم کو مبارک ہو برادر کی ملاقات

کس درد سے اب آپ ہیں مشغول دعا میں
مقبول دعا ہو گئی درگاہِ خدا میں

۲۲
زینبؑ نے کہا آیا یقیں اب مجھے بیٹا
اب آ گئے ہے یہ مخبرِ اخبار نے لکھا
پر موت کے آثار کچھ اب تک نہیں یہ کیا
اس باغ میں بدخواہ تھا اک آلِ نبیؐ کا

تھا باغ پہ ہر خارِ گلستانِ جفا تھا
گلشن کی روش بیلچے سے کھود رہا تھا

۲۳
حال اس نے سنا آمدِ زینبؑ کا جو سارا
اس ظلم کے کہنے کا زباں کو نہیں یارا
زینبؑ کے قریب آیا وہ بے رحم قضا را
زینبؑ کے لیں لیقتت یہ وہ بیلچہ مارا
زینبؑ نے کہا ہو گیا سامان قضا کا
مشکل میری آسان ہوئی شکر خدا کا

قاتل کی طرف دیکھ کے زینبؑ نے سُنایا آگے تو مجھے سمرؔ نے تھا دُرّہ لگایا!	۲۴	گھر دوں کی ستائی کو عبث تونے ستایا بیچ کا زخم تیرے ہاتھ سے پایا

جب حشر کے دن ستمؔ کی فریاد کروں گی
میں حق سے بیاں تیری کبھی بیداد کرونگی

مجلسِ دربیان ۸ ربیع الاول سوگ بڑھانا اہلبیت اطہار

آج محرم تمام ہوتا ہے ۸ ربیع الاول

ہاں دوستوں کمی ہو نہ اب شور و شین میں سوز ۱
زینبؑ بھی ہیں عزائے شہؑ مشرقین میں
پھٹ جائیں دل وہ درد ہے دکھیا کے بین میں
لو آگئیں وہ فاطمہ بزمِ حسینؑ میں

چہرہ پہ خاک بال پریشاں کئے ہوئے
گودی میں ایک ننھا سا لاشہ لیے ہوئے

جیسے یہ کہہ رہی ہیں بتولِ فلک مقام
اے بے وطن کے تعزیہ دار و مرا سلام
مطلب یہ ہے کہ آج مجالس ہوئیں تمام
ہاں اے نسیم جاتی ہیں اب مادرِ امام

اشکوں کی نذر دے کے شہ تشنہ کام کو
رخصت کرو حسین علیہ السلام کو

سوز ۲

رو کر کہو کہ اے شہِ ابرار الوداع
اے کارواں درد کے سالار الوداع

Presented by Ziaraat.Com

اے امتِ رسول کے غمخوار الوداع
کڑیل جواں پسر کے عزادار الوداع

کیا جانیں اگلے سال جئیں گے مرینگے ہم
پر قبر میں بھی تعزیہ داری کریں گے ہم

سلام الوداعی

ختم عزا ہے یا شہ ابرار الوداع
اے حیدرؑ و بتولؑ کے دلدار الوداع

نامِ وفا جہاں میں ہے تیرے طفیل سے
اے لشکرِ خدا کے علمدار الوداع

روئے گی تا بہ حشر جوانی تیرے لئے
اے ہم شبیہ احمد مختار الوداع

درد آفریں ہے تیری شہادت کی داستاں
اے خوش جمال قاسم جرار الوداع

کیا خوب نام جعفر طیارؑ کر گئے
اے دلبرانِ زینبؑ ناچار الوداع

اے کم سنی میں جنگ تمہاری صد آفریں
اے غازیانِ مسلمؑ بے یار الوداع

تونے بڑھائی عظمتِ روداد کربلا
اے شیر خوار بانوئےؑ ناچار الوداع

لاریب تم نے حقِ مودّت ادا کیا
اے ابن قینؑ و حرؑ وفادار الوداع

اے ساکنانِ منزل تسلیم الفراق
اے ناصران سید ابرار الوداع

سالک تمہارے نام پہ قرباں ہزار بار
انصار ابن حیدر کرار الوداع

مختار جبکہ قید ستم سے رہا ہوئے

(۱)

مختار جبکہ قید ستم سے رہا ہوئے
سب سے سنا حسینؑ شہید وفا ہوئے

آمادہ جہاد بپاسِ وفا ہوئے
ایسا لڑے کہ ظلم کے بانی فنا ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

نام ونشاں مٹا جو یزیدی سپاہ کا
غل تھا کہ رنگ لایا ہے خوں بیگناہ کا

(۲)

اک روز لوگ نوفلِ ظالم کو باندھ لائے
مختار نامدار پکارے کہ ہائے ہائے
یہ تو بتا کہ شاہ پہ کیا قہر ظلم ڈھائے
اس شوم نے کہا کہ جو مجرم ہو وہ بتائے
یہ لوگ بے قصور مجھے باندھ لائے ہیں
میں نے تو ایک سقے کے بازو اڑائے ہیں

(۳)

مختار نے جو شمر پہ خنجر رواں کیا
سر اس کا نذر آلِ نبیؑ کو رواں کیا
زین العباؑ نے شکرِ خدائے جہاں کیا
زینبؑ نے عورتوں سے یہ آکر بیاں کیا
اب تو دفورِ غم سے نہ آنسو بہائیے
اے بی بی اب تو سوگ کے کپڑے بڑھائیے

(۴)

زینبؑ تڑپ کے بولیں کہ اللہ سے ڈرو
حیرت ہے اس خیال سے لعنت کا دم بھرو
بھائی کا بدلہ مل گیا اے میری خواہرو
لوگو یہ کس کا خوں بہا انصاف تو کرو
ہیہات تین روز کا پیاسہ حسینؑ تھا
سب اک طرف نبیؐ کا نواسہ حسینؑ تھا

(۵)

کچھ قتلِ شمر سے مرے دل یہ نہ آ گئے
قاسمؑ نہ آ گئے، علی اکبرؑ نہ آ گئے
ننھی سی قبر چھوڑ کے اصغرؑ نہ آ گئے
اماں کے گھر یہ پھر کے برادر نہ آ گئے
یہ سوگ قبر تک بھی نہ زینبؑ بڑھائیگی
خالی ردا تو میرے جنازے پہ جائے گی

Presented by Ziaraat.Com

(٦)

لوگو کچھو ایک سبطِ پیمبر کا سوگ ہے — کنبے کا سوگ ہے میرے سب گھر کا سوگ ہے
تقدیر عزا ہے مقدر کا سوگ ہے — اک دو کا غم نہیں ہے بہتر کا سوگ ہے
منہ آنسوؤں سے دھوتی ہوں میں خیر دھونے دو
جنگل میں جا کے روؤں گی اچھا نہ رونے دو

(٧)

وہ بولیں کیا مجال کہ شکوہ زباں پہ لائیں — بی بی بھی روئیں اور کنیزیں بھی رونے آئیں
مطلب یہ ہے کہ سوگ کے کپڑوں کو اب بڑھائیں — کب تک غلام آپ کے یہ کلفتیں اٹھائیں
بی بی تمہارے سوگ سے عالم تباہ ہے
دو سال سے نہ شیعوں میں شادی نہ بیاہ ہے

(٨)

رو کر کہا کہ ہائے یہ شیعوں نے کیا کیا — ان کے لئے تو بھائی نے سب گھر فدا کیا
کیوں کلفتیں اٹھائیں انھوں نے بُرا کیا — لو اور تازہ غم میں مجھے مبتلا کیا
اچھا میں سوگِ روضۂ جد پر اتاروں گی
کالی ردا نبیؐ کی لحد پر اتاروں گی

(٩)

یہ کہہ کے جد کی قبر پہ وہ سوگوار آئی — سر پیٹ کر پکاری کہ یا مصطفےٰ دہائی
پیاسا شہید ہو گیا مظلوم میرا بھائی — اک رانڈ کو کسی نے نہ شالِ عزا پہنائی
ممکن نہیں یہ رنج و قلق دل سے دور ہو
نانا میں سوگ اتاروں جو حکمِ حضورؐ ہو

(١٠)

پھر بولیں اے سکینہؑ میں واری ادھر تو آؤ — پہلے تم اپنی ننھی سی پوشاک کو بڑھاؤ

Presented by Ziaraat.Com

وہ بولی ہاں بڑھاؤں گی عباسؑ کو بلاؤ
پوشاک کیا کروں گی پدر سے مجھے ملاؤ

بالفرض ننھی سی کفنی میں بڑھاؤں گی
بابا کہاں ہیں میں جنھیں کپڑے دکھاؤں گی

(۱۱)

سجاد نے پھوپی سے یہ رو کر بیاں کیا
اس گھر کی تم بزرگ ہو اے بنتِ مرتضیٰؑ
یہ غم نہ ختم ہوگا نہ یہ گریہ ڈوبکا
کیا ڈر جو یہ لباس نہ ہو اور نہ ردا

اٹھیں دو ہتڑ اپنے کلیجے پہ مار کے
قبرِ نبیؐ پہ پھینک دی چادر اتار کے

(۱۲)

پھر بولیں اے غم شہ دلگیر الوداع
فصلِ عزائے کشتۂ شمشیر الوداع
ہاں اے بکائے عاشقِ شبیر الوداع
اے اشتیاق ماتم شبیرؑ الوداع

تجھ سے ہی دل بہلتا تھا اس خستہ حال کا
لے آج سوگ بڑھ گیا زہراؑ کے لال کا

مجلس در بیان شہادت

امام زین العابدین علیہ السلام

(۱)

مومنو احمدِ مرسل پہ نبوت ہے ختم
نام پر شیر الٰہی کے شجاعت ہے ختم
حلم شبرؑ پہ تو زہراؑ پہ مصیبت ہے ختم
حضرتِ شاہِ شہیداںؑ پہ شہادت ہے ختم

قطع پوشاکِ تحمل قدِ سجادؑ پہ ہے
خاتمہ صبر کا شبیر کی اولاد پہ ہے

Presented by Ziaraat.Com

(۲)

قبلۂ زمرۂ تسلیم و رضا ہے سجادؑ
کعبہ صاحب اندوہ و بکا ہے سجادؑ
آفتاب فلک رنج و بلا ہے سجادؑ
شمع دل سوختۂ بزم عزا ہے سجادؑ
بعد شبیرؑ کے یہ عاشق قیوم ہوئے
باپ مظلوم تھا سجادؑ بھی مظلوم ہوئے

(۳)

ہے احادیث میں یہ رحم کا عابدؑ کے بیاں
ایک ناقہ پہ چہل بار ہوئے حج کو رواں
چھوڑ دیتے تھے مہار آپؑ ہو تا تھا رواں
کبھی کوڑا نہ لگاتے تھے امام دو جہاں
کیوں فلک تھا یہ کریم ایسی جفا کے لائق
تازیانہ بدن زین عباؑ کے لائق

(۴)

رحم تو یہ تھا عبادت کی کروں کیا میں ثنا
کلک قدرت نے لقب عابدؑ و سجادؑ لکھا
تھے نشاں سجدۂ خالق کے جبیں پر ہر جا
یاد آتے تھے دم سجدہ شہ کرب و بلا
روتے تھے عابدؑ بیمار سدا سجدے میں
یعنی کاٹا گیا بابا کا گلا سجدے میں

(۵)

رو کے حضرت نے کہا روؤں نہ کیونکر میں بھلا
حال یعقوب نبیؑ کا نہیں کیا تو نے سنا
بارہ فرزند کئے تھے انہیں خالق نے عطا
اک پسر ان کا مگر یوسفؑ جو چھٹا
روز جبریلؑ خبر جینے کی دے جاتے تھے
نام یوسفؑ کا مگر لے کے وہ چلاتے تھے

Presented by Ziaraat.Com

(۶)

بیں نے تو پایا کہ اپنے تہہ خنجر دیکھا | رشکِ یوسفؑ تھا جو اکبرؑ اُسے بے سر دیکھا
بے کفن چھوٹا سا وہ لاشۂ اصغرؑ دیکھا | لوٹتا قاسمؑ نوشہ کو زمیں پر دیکھا

مل گیا خاک میں سب گھر ہی نہ رودوں کیونکر
کٹ گیا گلشنِ حیدرؑ ہیں نہ رودوں کیونکر

(۷)

الغرض بعد پدر تھا انھیں رونے سے کام | عشمت و دولتِ دنیا سے نہ واقف تھا امام
خدمتِ پاک میں آتے تھے مگر شیعہ تمام | مطلع جبکہ ہوا آہ یزیدؔ ابن حرام

بھیجے کچھ لوگ کہ عابدؑ کو پکڑ کر لاؤ
زندہ گر آنہ سکے کاٹ کے تم سر لاؤ

(۸)

الغرض داخلِ یثرب جو ہوئی فوجِ یزید | در پہ عابدؑ کے ہوئے جمع وہ ملعونِ پلید
آیا دروازے پہ جس دم پسرِ شاہِ شہید | کچھ نہ پوچھا نہ سنا کرنے لگے ظلم شدید

پھر دوبارہ اُسے محبوس کیا آہن میں
بیڑیاں پاؤں میں اور طوق پڑا گردن میں

(۹)

فوج اعدا سے رضا لے کے شہِ عرش سریر | گھر میں اپنے گئے پہنے ہوئے طوق و زنجیر
دیکھا زینبؑ نے دوبارہ جو بھتیجے کو اسیر | رو کے چلائی کہاں ہو مرے بھائی شبیرؑ

بولے سجادؑ کہ اب رہنے نہیں پاتے ہیں
رخصت اے اہلِ حرم شام کو ہم جاتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

(۱۰)

کہا زینبؑ نے کہ کہتے ہوئے حق میں کیا — میں تو گھر میں نہ رہونگی نہ رہونگی حاشا
واری تم ملک میں دشمن کے نہ جاؤ تنہا — اپنے بابا کی طرح ساتھ تو مجکو بیٹا
قید کرنے کو تمہیں لشکر شام آپہونچا
آج زینبؑ کی قضا کا یہ پیام آپہونچا

(۱۱)

میں نے مظلوم برادر سے کیا تھا اقرار — زیست بھر سوگ رکھونگی ترا اے عرش وقار
وعدہ پورا ہوا آپہونچی اجل اے دلدار — اب یقین ہے کہ میں جیتی نہ پھرونگی زنہار
کربلا ہوتی ہوئی شام کو جاؤنگی میں
بھائی کی قبر پہ وہاں سوگ بڑھاؤنگی میں

(۱۲)

سخنِ زینبؑ بیکس سے ہوا حشر بپا — گھر سے روتا ہوا نکلا پسرِ شیرِ خدا
چشمِ حسرت سے سوئے مرقدِ احمدؐ دیکھا — دشمنوں سے کہا تم دو مجھے اب اتنی رضا
پھر طوافِ لحدِ ختمِ رسالتؐ کرلوں
طوق پہنے ہوئے نانا کی زیارت کرلوں

(۱۳)

کہہ کے یہ قبرِ محمدؐ پہ گئے زار و نزار — اور کئی بار ہوئے مرقدِ اطہر پہ نثار
عرض رو رو کے یہ کی اے نبیؐ عرش وقار — آج سجادؑ سے پھر چھٹتا ہے حضرت کا مزار
سفر شام کا پھر ہم کو پیام آیا ہے
طوق و زنجیر پہن کر یہ غلام آیا ہے

٭

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

ہیں ابھی پہلی اسیری کا دکھ نہ بھولا تھا ۱۴ اب تلک بازوؤں میں نیل رسن کا ہے پڑا
زخم زنجیر کے ہیں پاؤں میں اب تک ہرا — اب تلک طوق کے صدمے سے ہے مجروح گلا
دیکھ کر ظلم یہ امت کے جلال آتا ہے
پر کروں کیا مجھے حضرت کا خیال آتا ہے

کہہ کے یہ بات مرخص ہوا وہ عرش وقار ۱۵ اور مدینہ سے چلا سبط نبی کا دلدار
زینبؑ خستہ ہوئی ناقہ پہ محمل میں سوار — دو قدم وہاں سے چلی تھی کہ اٹھا غل اک بار
دیکھا عابدؑ بہت رو رو کے چلاتا ہے
ننگے سر باقرؑ معصوم چلا آتا ہے

کیا کہوں دل پہ جو سجادؑ کے صدمہ گزرا ۱۶ رو کے باقرؑ سے کہا جاؤ سدھارو بیٹا
پھر تمہیں دیکھیں گے پیارے جو خدا نے چاہا — گھر کو روتا ہوا وہ بیکس و مغموم پھرا
ساتھ سجاد کے زینبؑ ہی نہ تھی محمل میں
فاطمہ پاس تھی پوتے کی ہر اک منزل میں

۱۷

ساتھ عابدؑ کے نگہبان تھے جو ساکن شام — ان سے فرمایا سفر آج ہوا اپنا تمام
طوق و زنجیر سے رو رو کے کیا پھر یہ کلام — اب جدا تم بھی ہو۔ جائے گا مدینے کو امام
چوم کر پاؤں جدا پاؤں سے زنجیر ہوئی
گر پڑا طوق بھی گردن سے نہ تاخیر ہوئی

چشم اعدا سے گئے عابدؑ بیمار نہاں ۱۸ پائے اعجاز سے یثرب کو ہوئے آپ رواں
پہونچے اک آن میں گھر اپنے امام دوجہاں — پوچھا سب بی بیوں نے زینبؑ بیکس ہے کہاں
بولے وہ تو رہ گئی آہ ہماری زینبؑ
راہ سے شاہ کی خدمت میں سدھاری زینبؑ

یہ جو عابدؑ نے کہا ہو گیا ماتم برپا ۱۹ آکے عابدؑ کو دیا اہلِ وطن نے پرسا
چین سجادؑ نے دنیا میں نہ پایا اصلا ابن عبدالملک نحس کا جب دور ہوا
چار جانب سے علم ظلم کی شمشیر ہوئی
زہر پلوانے کی سجادؑ کے تدبیر ہوئی

غسل باقرؑ نے جو سجاد کی میت کو دیا ۲۰ تازیانوں کا نشاں پشت پہ دیکھا ہر جا
گردنِ پاک پہ تھا نیل رسن کا پیدا جب کہ کفنایا تو رو کر کہا ہے بابا
تب محبوں نے گریبانِ قبا چاک کیا
قمرِ برج امامت کو تہ خاک کیا

مجلسِ شہادت

امام محمد باقر علیہ السلام

باقرؑ ہوئے امامِ دو عالم پدر کے بعد ۱ چمکا ستارہ فلکِ دیں قمر کے بعد
پایا وہ عز و جاہ شہِ بحر و بر کے بعد رتبہ ملا علیؑ کو جو خیر البشرؐ کے بعد
فرمانروائے کشورِ دینِ خدا ہوئے
مسند نشین انجمنِ اولیا ہوئے

دو دن کے بھوکے پیاسے تھے اطفال نازنیں ۲ دریا دلی پہ تشنہ لبوں کی صد آفریں
مرنے کو کھیل سمجھے ہوئے تھے وہ مہ جبیں عاشور کی وہ دھوپ وہ جلتی ہوئی زمیں
سیراب دشمنِ خلفِ بوتراب تھے
پیارے امام عصر کے محتاجِ آب تھے

Presented by Ziaraat.Com

۳ ہمت یہ تھی کہ رہ گئی مردوں میں ان کی بات — کی نصرتِ حسینؑ بڑے حوصلے کے سات
کس بل میں ذوالفقار تھی دو چھوٹے چھوٹے ہات — تھا پرزے پرزے کافروں کا جامۂ حیات
آنکھوں میں دن سیہ تھا شبِ تار کی طرح
کٹتے تھے رشتے عمر کے زنار کی طرح

۴ لی ایسے ایسے بچوں نے مردانگی کی داد — دشوار کیا تھا باقرِ معصومؑ کو جہاد
پر تھی ازل سے مصلحتِ خالقِ عباد — ہو جانشینِ عابدِ بیکسؑ یہ خوش نہاد
صدمے اسی سبب سے اٹھائے پدر کے ساتھ
تیغِ ستم سے بچکے پھر آئے پدر کے ساتھ

۵ منظورِ حق کو رکنِ امامت کا تھا قیام — دفتر میں اوصیا کے رقم ہو چکا تھا نام
تھا حکمِ ذوالجلال یہ ہوں پانچویں امام — قائم رہے شریعتِ پیغمبرِ انام
دیں امتحانِ صبر بزرگوں کی شان سے
حجت تمام کر کے سدھاریں جہان سے

۶ حمدِ خدا میں کٹتے رہے امتحاں کے دن — شاکر ہوا خطابِ شہنشاہِ انس و جن
قائل تھے حلمِ شاہ کے سب کو دک و مسن — ہر رنج میں رہا دلِ آگاہ مطمئن
کینہ بھرا ہوا تھا جو قلبِ ہشام میں
تکلیف دی بلا کے مدینے سے شام میں

۷ جس شخص کے سپرد تھے زنداں کے اسیر — جا کر کہا ہشامِ لعیں سے اس نے کہ اے امیر
ہوگا فساد بگڑے ہوئے ہیں جوان و پیر — مائل ہے تجھ سے کرنے کو اک مجمعِ کثیر
باقرؑ کو کر دے جلد رہا قیدِ سخت سے
ہشیار رہے ہشام خلافت کے تخت سے

گھبرا گیا ہشام سُنا جب یہ ماجرا | حضرت کو قید خانے سے فوراً رہا کیا
راہی ہوئے مدینہ کی جانب شہِ ہدا | تھے ہمر کاب چند رفیقانِ باوفا ۸

ظالم نے کی یہ فکر کہ ایذا ہو راہ میں
کھانے کی کوئی شئے نہ مہیا ہو راہ میں

پابندِ حکمِ حاکمِ جابر تھے بے ادب | قیمت سے کوئی چیز نہ دیتے تھے ہے غضب ۹
فاقے سے تین روز رہا سرورِ عرب | جس طرح کربلا میں اٹھایا تھا یہ تعب

گذرے تھے اتنے دن بھوک پیاس میں
دل تھا ہجوم حسرت و اندوہ و یاس میں

شکرِ خدا کیا شہ عالی مقام نے | دی بد دعا بھی اُس کو نہ شاہِ انام نے
افسوس دم لیا نہ عدوے امام نے | فکر قتلِ شاہِ دو عالم ہشام نے

تیار ایک زین ستمگار نے کیا
پیوست اس میں زہر سیہ کار نے کیا

اے وائے کس طرح کہے وہ مرد بے خبر | ہوتے ہیں جس کے ہاتھ سے جاری امور شر
دشمن ہوئے مصر تو کہا شہ نے کیا خطر | یہ حق ہے موت حق کی مشیت پہ ہے نظر ۱۱

ظاہر ہوا شریر نے جو امرِ بد کیا
قاتل کا ہدیہ اہل کرم نے نہ رد کیا

رکھا گیا شتر پہ جو وہ زین زہر دار | جنت کی سیر کرنے کو حضرت ہوئے سوار
فی الفور ہو گیا اثر زہر آشکار | اعضائے پاک سوج گئے اترے بیقرار ۱۲

حدت یہ تھی کہ خشک رگِ دل کا خوں ہوا
عابد کے لالہ رخ کا بدن نیل گوں ہوا

Presented by Ziaraat.Com

۱۳ کس طرح کا وہ زہر ہلاہل تھا آہ آہ
مردہ ہی اترا زین سے شیعوں کا بادشاہ
ہوں گی بتول سامنے عادل کے داد خواہ
انصاف اس کا حشر میں ہوگا خدا گواہ
بیشک یہ قول مانیگا جو حق شناس ہے
اب تک وہ زین مہدیؑ ہادیؑ کے پاس ہے

۱۴ باقرؑ کے واسطے مرض الموت تھا وہی
ایذائے سخت کل کے مددگار نے سہی
طاقت نہ اٹھنے کی شہ ذیجاہ میں رہی
بخشا پسر کو آپ نے زور ید اللّٰہی
صدمہ عجیب تھا جعفرؑ صادقؑ کی جان پر
جاری وصیتیں ہوئیں جس دم زبان پر

۱۵ کہنے لگے پسر سے امام فلک وقار
ہاں پارۂ جگر مرے شیعوں سے ہشیار
تعلیم ایسی چاہیئے اے میرے یادگار
محتاج ہوں مسائل دیں کے نہ زینہار
بولا پسر کہ دوں گا سبق رات دن حضور
ایسا ہی میں کروں گا رہیں مطمئن حضور

۱۶ رونے لگا پسر جو سنا یہ کلام یاس
شہ نے کہا خدا ہو نگہبان نہ ہو اداس
رکھا ہوا ہے جو مرے احرام کا لباس
دینا کفن اس سے مجھے میرے حق شناس
نہلانا اپنے ہاتھ سے اے مہ جبیں ہمیں
پڑھ کر نماز قبر میں رکھنا تمہیں ہمیں

۱۷ بیٹے نے عرض کی میں فدا حکم شاہ پر
اب تو حضور چاق مجھے آتے ہیں نظر
ہے خیریت عیاں نہیں کچھ موت کا اثر
شہ نے کہا صدا کوئی سنتے ہو اے پسر
مجھ کو بلانے عابدؑ بیمار آئے ہیں
بیٹا تمہارے جد پس دیوار آئے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

آواز دے رہا ہے جگر گوشۂ حسینؑ | آجلد باغِ خلد میں اے میرے نورِ عین
یہ کہتے کہتے چپ ہوئے سلطانِ مشرقین ۱۸ | لختِ جگر نے آہ کی آیا دلِ کو چین

دیکھا کہ حال غیر ہے شاہ انام کا
قبلہ کی سمت کر دیا چہرہ امام کا

کرتے تھے شور اہلِ حرم وا محمدؐا | صدمے سے حال جعفرؑ صادق کا تھا تباہ
غسل وکفن کے بعد جنازہ اٹھا یہ آہ ۱۹ | اصحاب ننگے سر ہوئے جس دم پڑی نگاہ

تابوت لائے تربتِ سجادؑ کے قریب
مغموم کا گزر ہوا ناشاد کے قریب

ہاں سوگوار وآہ وفغاں کا ہے یہ مقام | تکبیریں پانچ کہہ چکا باقرؑ کا لالہ فام
لو مومنو نمازِ جنازہ ہوئی تمام ۲۰ | مدفون امامِ عصر نے کی میّت امام

پایا بچھونا خاک کا خالق کے نور نے
دیوارِ قبر پر کیا تکیہ حضور نے

مٹی خدا پرستوں نے دی بن گیا مزار | تھا سینۂ زمیں پہ نیا داغ آشکار
جس طرح آج روتے ہیں مولا کے سوگوار ۲۱ | اُس دن اسی طرح سے تھے سب اشکبار

غل تھا جہاں سے شیعوں کا فریاد رس گیا
گھر ایک اور شہرِ خموشاں میں بس گیا

مجلس در شہادت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام!

سر پیٹو آج موسیٰ جعفر ہوا شہید | ابن علیؑ و ابن پیمبرؐ ہوا شہید
غربت میں آہ کاظم بے پر ہوا شہید ۱ | لو مومنو کہ ساتواں رہبر ہوا شہید

پلوایا زہر بادشہ خاص و عام کو
ہارون رشید نے مارا امام کو

کس طرح سے بیان کروں ظلمِ اہلِ کیں — افسوس پیٹ بھر کبھی کھانا ملا نہیں
فاقہ پہ فاقہ کرتا تھا احمدؐ کا جانشیں — ۲ — زنداں میں چودہ سال تھے محبوس شاہِ دیں

طاقت نہ تھی ذرا بھی قعود و قیام کی
حالت یہ تھی امام علیہ السلام کی

دی اُمت نبیؐ کو نہ حضرت نے بددعا — ہر وقت شہ کے لب پہ رہا شکرِ کبریا
سندی کے تازیانوں کی ہر روز تھی جفا — ۳ — بہتا تھا خون جسم سے روحی لہ الفدا

ایذائے قید ایسی کسی نے سہی نہیں
بیداد اس طرح کی کسی پہ ہوئی نہیں

القصہ زہر آپ کو انگور میں دیا — جس سے جناب موسیٰ کاظمؑ کی قضا
بعضوں نے لکھا ہے یہ شہادت کا ماجرا — ۴ — پگھلا کے شیشہ آپ کو جبراً پلا دیا

کیسے کہوں کہ حال ہوا کیا امام کا
جل کر ہوا کباب کلیجا امام کا

غل پڑ گیا کہ موسیٰ کاظمؑ نے کی قضا — لاشہ کو لا کے جسر پہ اعدا نے رکھ دیا
اور چہرۂ امام سے کپڑا ہٹا دیا — ۵ — دو روز یوں ہی لاش کا چہرہ کھلا رہا

تھی لاش بے کفن شہِ عالی مقام کی
توقیر تھی یہ آلِ رسولِ انامؐ کی

نزدیک بھائی تھا نہ پسر تھا نہ بھانجا — تنہائی میں یہ ظلم و ستم وامصیبتا
دو روز تک تو جسر پر لاشہ پڑا رہا — ۶ — میت پہ رونے والا بھی ہے ہے کوئی نہ تھا

صدمے اٹھا کے ہائے جہاں سے گزر گئے
غربت میں آہ کاظمؑ ذیشان مر گئے

Presented by Ziaraat.Com

شیعہ نثار آپکی غربت کے یا امام | غربت میں تم شہید ہوئے اے شہ انام
بے جرم مارا آپ کو یا شاہِ خاص و عام 7 | ہارون نے حیف کردیا کام آپکا تمام
خوفِ خدا نہ خوفِ رسولؐ خدا کیا
شمعِ حیات آپ کی ظالم بجھا دیا

راہِ خدا میں حضرتِ کاظمؑ فدا ہوئے | اور غم میں مبتلا حرم مصطفےٰ ہوئے
ظلم و ستم امام پہ جد سے سوا ہوئے 8 | وا حسرتا یتیم امام رضاؑ ہوئے
شیعوں کے سر سے اٹھ گیا سایہ امام کا
ہے جسر پہ پڑا ہوا لاشہ امام کا

قتل تماشہ دیکھتے ہیں سارے مرد و زن | ہے زیرِ آفتاب امامِ ہدا کا تن
ہارون کا بھائی لاش پہ آیا بصد محن 9 | حضرت کو اپنے گھر سے دیا قیمتی کفن
کاظمؑ کے پاس بھیجا خدا نے فدائی کو
لیکن کفن ملا نہ شہ کربلائی کو

سجاد تو نے خوب لکھا ہے مرثیہ 10 | برپا ہے اہلِ بزم میں اک محشر بکا
رو رو کے کر یہ خالقِ علام سے دعا | پہنچا دے جلد روضۂ کاظمؑ پہ کبریا
سب مومنوں کے واسطے جاکر دعا کروں
رو رو کے قبرِ پاک پہ یہ مرثیہ پڑھوں

مجلس در شہادت امام علی رضا علیہ السّلام

راضی رضا تھے مرضئ پروردگار پر | مجبور دل کو رکھتے تھے کس اختیار پر
دیتے تھے جان جادۂ صبر و قرار پر 1 | چلتے تھے مسلکِ پدر نامدار پر
تھا حلم کاظمیؑ شہ عالی جناب میں
دل میں جو روشنی تھی نہیں آفتاب میں

Presented by Ziaraat.Com

صابر لقب تھا آپکا فاضل بھی تھا خطاب — مشہور ابوالحسنؑ بھی تھے مانندِ بوتراب
2 خاصانِ حق کی آنکھوں کے تارے فلک جناب — مکّے کے ماہتاب مدینے کے آفتاب
تھے ورثہ دارِ طالعِ بیدارِ پنجتنؑ
روشن ضمیر مطلعِ انوارِ پنجتنؑ

شہرہ ہوا امامِ دو عالم کا شہر شہر — کہتے تھے سب یہ پھول ہے سرتاجِ باغِ دہر
3 امرت ہے اس کا عشق عداوت ہے اسکی زہر — سیّد کے دشمنوں پہ ہو نازل خدا کا قہر
دولت یہ ہے رسولؐ کی نعمت خدا کی ہے
نامِ خدا یہی تو صفت اولیا کی ہے

جو صاحبِ یقیں تھے بڑھا ان کا اعتقاد — حضرت سے خار کھانے لگے بانیٔ فساد
4 رکھتے تھے خاندانِ رسالت سے جو عناد — اُن حاسدوں کے دل کی کدورت ہوئی زیاد
کہتے تھے اُن کے واسطے جاہ و حشم کہاں
آلِ نبیؐ نے کی جو حکومت تو ہم کہاں

مامون شاہِ دیں کا بظاہر تھا قدرداں — باطن میں بغض رکھتا تھا حضرت سے بدگماں
5 اس کا سبب یہ تھا کہ شہنشاہِ انس و جاں — لاتے نہ تھے کلام خوشامد کا درمیاں
ہرگز نہ امر و نہی میں وسواس کرتے تھے
حق بات کہنے میں نہ کبھی پاس کرتے تھے

اک روز آئے ملنے کو سلطانِ بحر و بر — دیکھا عجیب شان سے بیٹھا ہے بے خبر
6 خادم کو پانی ڈالتا ہے اُس کے ہاتھوں پر — مشغول ہے وضو میں وہ مغرور خیرہ سر
بولے رضاؑ کہ اس میں رضائے خدا نہیں
ہو دوسرا شریکِ عبادت روا نہیں

شرما کے اُس نے لے لیا خادم سے ظرفِ آب — دل آتشِ غضب سے مگر ہو گیا کباب
7 جب وعظ و پند کرتے تھے شاہِ فلک جناب — رہ جاتا تھا عدوئے خدا کھا کے پیچ و تاب

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

اس طرح رفتہ رفتہ وہ بیزار ہو گیا
مہماں کو زہر دینے پہ تیار ہو گیا

۸
تھا وہ شقی سفر میں مع لشکر و سپاہ — ہمراہ تھے امام اُمم حجتِ اِلٰہ
لی سنگدل نے جان مسافر کی بیگناہ — انگور یار طب میں دیا زہر آہ آہ
رستے میں دردمند مسیحِ زماں ہوئے
آثارِ زہر گل سے بدن پر عیاں ہوئے

۹
اک قریہ طوس کا تھا کیا آکے واں مقام — لکھا ہے راویوں نے سنا یاد اُس کا نام
اب مشہدِ رضاؑ جسے کہتے ہیں خاص و عام — غربت زدہ کو موت نے آکر کیا سلام
بے حال بے دیار ہوا اس دیار میں
آئے مدد کو عقدہ کشا احتضار میں

۱۰
خیر الانام آئے عیادت کے واسطے — چھوڑا مدینہ اُن کی رفاقت کے واسطے
بنتِ رسولؐ پوتے کی راحت کے واسطے — دیتی تھیں حق کو قدرت و رحمت کے واسطے
لختِ جگر کے غم میں حسنؑ کو نہ ہوش تھا
آگاہ رنجِ زہر سے وہ سبز پوش تھا

۱۱
بیکس حسینؑ روتے ہوئے کربلا سے آئے — سجادؑ ناتواں نے بھی صدمے بہت اٹھائے
کہتا ہے جاؤ پیار کہ تشریف یہ سب لائے — بیتابیاں وہ باقرؑ و جعفرؑ کی ہائے ہائے
گریاں جفائے بانیٔ بیداد سے چلے
کاظمؑ پسر سے ملنے کو بغداد سے چلے

۱۲
شیعوں کا پیشوائے مہم دلبرِ رضاؑ — نامِ خدا مسمّٰی محمدؐ تھا مہ لقا
جس کا لقب جوادؑ ہے روحی لہ الفدا — برحق امامِ خلق تقیؑ شاہِ اتقیا
در پردہ وہ آیا نزدِ پدر رونے کیلئے
حضرت کا جانشیں و وصی ہونے کے لئے

۱۳
تعلیم کرکے بیٹے کو اسرارِ کردگار
عازم ہوئے بہشت کے آقائے نامدار
دردِ جگر سے روح تھی قالب میں بیقرار
پہلو میں دل تھا زہر کی تاثیر سے فگار
سوجھا ہوا تھا سب تنِ اقدس حضور کا
گھٹنا اجل کے صدمے سے آنکھوں کے نور کا

۱۴
تھوڑی سی رات گزری تھی ڈوبا جو وہ قمر
شیعوں کے رہنمانے جہاں سے کیا سفر
آثارِ حشر آنے لگے ہر طرف نظر
غربت پہ بے وطن کی ملائک تھے نوحہ گر
جن رو رہے تھے غم تھا مصیبت نصیب کا
اوجِ ہوا پہ شور تھا مات الغریب کا

۱۵
وہ وقت آگیا کہ ہوئے قلب آب آب
میّت کا غسل ہونے لگا روئے شیخ و شاب
پنہاں ہوا کفن میں دل و جانِ بوتراب
برجِ شرف کا چاند ہوا داخلِ سحاب
رستے بھرے تھے ماتمیوں کے ہجوم سے
تابوت اُٹھا غریبِ خراساں کا دھوم سے

۱۶
جن عورتوں کے عقد کو گزری تھی ایک شب
لے کے شوہروں سے اجازت چلیں وہ سب
روتی تھیں ساتھ ساتھ جنازے کے باادب
مہماں تھا اُن کا محسنِ امّتِ شہِ عرب
ایسا کبھی کسی کا جنازہ اُٹھا نہ تھا
ملکِ عجم تھا وادیٔ کرب و بلا نہ تھا

۱۷
کرتا ہوں یاد آپ کو اس وقت یاحسینؑ
بے غسل و بے کفن شہِ گلگوں قبا حسینؑ
مقتولِ ظلم بیکس و بے آشنا حسینؑ
پروردۂ کنارِ رسولِ خدا حسینؑ
کس کا سہارا تھا بدنِ پاش پاش کو
ہے ہے ملا تھا تیروں کا تابوت لاش کو

Presented by Ziaraat.Com

مجلسِ شہادت امام محمد تقی علیہ السلام

1
کیا حال ہو رضاؑ کے جگر بند کا بیاں — پیارا تھا مرتضیٰؑ کا وہ سلطان انس و جاں
معجز نما ۔ امام زماں ۔ ہادی جہاں — ایسے ولی کے درپئے ایذا تھے بدگماں
سوزِ الم سے دل میں تھے چھالے پڑے ہوئے
تھے رشکِ گل کو جان کے لالے پڑے ہوئے

2
لعنت خدا کی معتصم نابکار پر — بھیجا پیام چھوڑیئے گھر آیئے ادھر
درپیش آہ پھر ہوا بغداد کا سفر — پر اس سفر نے منزل آخر کی دی خبر
مظلوم کا یہ کوچ وطن سے اخیر تھا
مشتاق کنج قبر کا وہ گوشہ گیر تھا

3
ہمراہ امّ فضل بھی تھی موردِ عذاب — یثرب سے جانے کی تھی خوشی اس کو بے حساب
اس کا چچا تھا معتصم خانماں خراب — بغداد میں پہنچ گئے شاہِ فلک جناب
توقیر ظاہری تو بہت بے وفا نے کی
پر فکرِ قتلِ شاہ اس اہلِ جفا نے کی

4
بغداد میں مقیم رہے سال بھر حضور — ناری یہ چاہتا تھا کہ گل ہو چراغ نور
واقف تھا امّ فضل کی حالت سے پر فتور — رکھتی تھی بغض رہبرِ عالم سے بے شعور
ظالم کے مشورے سے وہ خرسند ہو گئی
کہنے پہ معتصم کے رضا مند ہو گئی

5
بے مروتی ۔ یہ ستم ۔ یہ غضب، یہ قہر — وہ بیکسی امامؑ کی وہ دور اپنا شہر
دیکھیں تو اہل دل خلشِ خارِ باغِ دہر — انگور رازقی میں دیا فاقہ کش کو زہر
لیں کروٹیں علیؑ دلی کو پکار کے
اعضائے پاک سوج گئے دل فگار کے

Presented by Ziaraat.Com

۶
روئے لگی وہ دیکھ کے حضرت کا حالِ زار — فرمایا آپ نے کہ عبث ہے تو اشک بار
اُس عارضے سے دیگا سزا تجھ کو کردگار — جس کا کوئی علاج نہیں اے جفا شعار
دیتی جواب کیا یہ ملعونہ جھک گئی
دم شاہِ دیں کا زہر کے صدموں سے رُک گیا

۷
تکلیف پائی چند شب و روز جاں گسل — تاثیرِ سم سے آگ تھی سینہ میں مشتعل
وہ کرب وہ جگر کی حرارت وہ دردِ دل — ہوتا گیا رسولؐ کا دلدار مضمحل
حاکم نے کی مدد نہ توجہ طبیب نے
آخر سفر کیا سوئے جنت غریب نے

۸
کمھلا کے رہ گیا گلِ تر بو ترابؑ کا — مرجھایا نونہال رسالت مآبؐ کا
دیکھا جوانا مرگ نے رنگ انقلاب کا — وہ موت بیکسی کی وہ موسم شباب کا
کیوں پیرِ چرخ جائے تاسف ہے یا نہیں
کمسن اماموں میں کوئی ایسا ہوا نہیں

۹
جب داخلِ بہشت ہوا باغِ دیں کا پھول — آئے شریر تازہ بلا کا ہوا نزول
کیونکر اٹھائی لاشِ جگر گوشۂ رسولؐ — داد اس کی لیں گی حشر میں اللہ سے بتولؑ
کس طرح میتِ شہِ دیں گھر سے لے گئے
دیوار کوئی توڑ دی یا در سے لے گئے

۱۰
جس وقت زندگی نے دیا آپ کو جواب — بالائے بام تھا وہ امامت کا آفتاب
رستے میں آئے زیرِ مکاں خانماں خراب — کوٹھے پہ بعض چڑھ گئے اعدائے بو ترابؑ
کن لفظوں میں وہ حادثۂ جانگزا کہوں
دنیا کا یہ نشیب و فراز اور کیا کہوں

Presented by Ziaraat.Com

۱۱
خالی مقام گل کا ہوا خار رہے چلے — تابوت میں نہ لاش کو غدار رہے چلے
ہاتھوں پہ میت شہ ابرار رہے چلے — تھرائے سقف جانب دیوار رہے چلے
خود گر پڑے نہ وہ ستم آرا زمین پر
پہنچا فلک سے ٹوٹ کے تارا زمین پر

۱۲
ایسا بھی واقعہ نہ ہوا ہوگا دلخراش — البتہ قلب تھے غم مسلمؑ سے پاش پاش
زندہ گرایا بام سے یا پھینکی ان کی لاش — لیکن یہ پردہ ظلم کا ہے راس سے بڑھ کے فاش
اہل عزا خیال کریں کتنا فرق ہے
مسلم کوئی امام نہ تھے اتنا فرق ہے

۱۳
پہنچی مزار تک نہ کئی روز جسم پاک — وہ رہنمائے دین تھا سر راہ زیب خاک
دیکھے جو معجزات ڈرے ہم نہوں ہلاک — پہچان کر حق اس کا نہ مردم ہوں خشمناک
بے شرم لاش لے گئے دفنانے کے لئے
آئے ملک بہشت سے کفنانے کے لئے

۱۴
انجام اس طرح بھی کتابوں میں ہے رقم — شیعوں نے آکے جو سنا یہ نیا ستم
روتے ہوئے گئے سر تسلیم کو کئے خم — میت کو بہر غسل اٹھایا بچشم نم
سینوں کو اپنے خستہ جگر پیٹنے لگے
عمامے پھینک پھینک کے سر پیٹنے لگے

۱۵
نہلایا اس مسافر دار السلام کو — بھر آئے دل کفن جو پہنایا امام کو
تابوت میں لٹا کے شبیہ خاص و عام کو — پرسا دیا علیؑ کو رسولؐ انام کو
نالے طواف کرتے تھے عرش مجید کا
ماتم کیا اٹھا کے جنازہ شہید کا

۱۶
تھیں تربتیں قریش کی بغداد میں جہاں — مشہور کاظمینؑ ہے اب غیرت جناں

Presented by Ziaraat.Com

دیندار ننگے سر اسی جانب ہوئے رواں — پہنچا وہاں جنازہ سلطان انس و جاں
اِک طفلِ مہ لقا کا گذر ناگہاں ہوا
وہ مقتدا نماز پڑھا کر نہاں ہوا

جس جا تھی قبر موسیٰ کاظمؑ فلک وقار — پہلو میں اُس لحد کے کھدا دوسرا مزار
۱۸
پوشیدہ زیرِ خاک ہوا نورِ کردگار — حسرت پکارتی تھی کہ اس شان کے نثار
تاخیر دفن سے بھی شرف آشکار ہے
یہ وارثِ حسینؑ غریب الدیار ہے

سرگرم واں تھے اہل قریٰ بادلِ حزیں — یاں ان کے شیعہ آئے پئے دفنِ شاہِ دیں
۱۹
شبیرؑ جاں بلب ہوئے تھے زینتِ زمیں — بیجاں تھا اس بلا میں حضرت کا نازنیں
یہ دُکھ سوا ہے سبطِ رسولؐ انام سے
گھوڑے سے وہ زمیں پہ گرے تھے یہ بام سے

مجلس در شہادت امام علی نقی علیہ السلام

کس عمر میں علی نقیؑ بے پدر ہوئے — بچپن میں دل پہ چوٹ لگی نوحہ گر ہوئے
۱
یثرب میں جانشینِ شہ بحر و بر ہوئے — یہ وارثِ بضاعتِ خیر البشرؑ ہوئے
علم و عمل کو مان لیا شیخ و شاب نے
کیا کمسنی میں پائی بزرگی جناب نے

یہ چرخِ نہم امامِ دہم کا مقام ہے — پشت و پناہِ عرشِ بریں اُن کا نام ہے
۲
ہر چار سمت مدح و ثنائے امام ہے — تشبیہ شش جہت کی درود و سلام ہے
ناری ہے جو کہے کہ یہ نورِ خدا نہیں
انوارِ خمسۂ نجبا سے جدا نہیں

Presented by Ziaraat.Com

۳
اے دورِ چرخ واہ یہ کیسا ہے انتظام — خاموش کیوں ہوں کہ شکایت کا ہے مقام
رہنے نہ پائے چین سے اس طرح کا امام — وہ زور ظالموں کا وہ ایذائیں صبح و شام
فرزند پر رسولؐ کے امت جفا کرے
پرساں جب کوئی ہو تو مظلوم کیا کرے

۴
بیمار قتل پر متوکل رہا مدام — مجبور رہ گیا وہ عدوئے شہ انام
پہنچا سقر میں چھوڑ کے یہ کار نا تمام — قائم مقام اُس کے ہوئے دشمن امام
فرصت ملی نہ دلبر شبیرِ اللہ کو
تدبیر معتمد سے ملا زہر شاہ کو

۵
وہ خلق کا مسیح ہوا صاحب فراش — بےحس تھا جسم فرش پہ گویا پڑی تھی لاش
گنجِ لحد کی گوشہ نشیں کو ہوئی تلاش — سوراخ دل میں تھے تو کلیجہ تھا پاش پاش
آتے تھے حال دیکھنے باشندے شہر کے
پوتا رضاؑ کا مرتا تھا صدمے سے زہر کے

۶
راوی بہت سے ہاشمی اس کے ہیں لاکلام — جن میں ہے ایک کا حسن ابنِ حسین نام
آیا جو روزِ رحلت شاہِ فلک مقام — صحنِ مکاں میں فرش پہ تھے جلوہ گر امام
مجمع بہت تھا سیدِ ذیجاہ کے قریب
مردم تھے جمع یک صد و پنجاہ کے قریب

۷
ناگاہ عسکریؑ نظر آئے ہمیں اُداس — داخل ہوئے مکاں میں عیاں چہرے سے تھی یاس
پابند حزن چاک گریباں و بے حواس — دہنی طرف کھڑے ہوئے آ کر پدر کے پاس
کس حال میں ہیں کون یہ ہیں جانتے نہ تھے
حُضّارِ انجمن انہیں پہچانتے نہ تھے

۸
نورِ نظر کو دیکھ کے حضرت نے یہ کہا — کر شکر کردگار کا اے میرے مہ لقا

Presented by Ziaraat.Com

حاجت اک امر تیرے لئے حق نے ہے کہا | رونے لگا یہ سنتے ہی وہ راضیِ رضا
بولا کہ شکر مرحمت ذوالجلال ہے
دے اپنی نعمتیں یہ خدا سے سوال ہے

پوچھا کسی نے تب ہوا معلوم سب کو حال | یہ ہیں حسنؑ جناب علی نقیؑ کے لال
ظاہر ہوا جو عمر کی جانب کیا خیال | ۹ ہوگا قریب بیس برس کے یہ خوش جمال
سمجھے اشارہ ہم یہ کلامِ امام کا
ہے جانشین یہی شہ عالی مقام کا

رونا رہا وصیِ شہنشاہِ بحر و بر | ساعت وہ آئی سر سے اٹھا سایۂ پدر
سامرے سے جناں کی طرف ہو گیا سفر | ۱۰ ہے ہے چھٹا مسافر یثرب سے یہ بھی گھر
غل پڑ گیا وفاتِ غریب الوطن ہوئی
سامان غسل کا ہوا فکرِ کفن ہوئی

دولتسرا میں جمع ہوئے ساکنانِ شہر | کوئی تو کہتا آہ کہ سید نے پایا زہر
کیسا خدا کو بھول گئے بندگانِ دہر | ۱۱ ہو ظلم پھر چھپائیں اسے دیکھیے یہ قہر
ظاہر نشان زہر تھا بیکس کی فوت سے
اُس پہ یہ قول تھے کہ مرے اپنی موت سے

خلقِ خدا سے بھر گیا باہر کا سب مکاں | بو طالبِ جلیل کے تھے اہلِ خاندان
عباسیوں کے غول بھی تھے اُنکے درمیاں | ۱۲ سردارِ فوج تابعِ فرمانِ حکمراں
جتنے تھے رکن سلطنتِ نابکار کے
موجود سب تھے گھر میں غریب الدیار کے

صحن مکاں میں آئی کنیز اک بشور و شین | گریاں غمِ امام میں تھی کر رہی تھی بین
یہ دیکھ کر نہ آیا دلِ عسکری کو چین | ۱۳ بولے صدائے نرم سے مولائے مشرقین

Presented by Ziaraat.Com

ہے کوئی منتظم جو اس فغاں کو روک دے
کیا کرتی ہے کنیز کہ ناداں کو روک دے

شاید یہ ہو امام دو عالم کا مدعا — کیوں کر رہی ہے بین زمانہ یہ ہے بُرا
۱۴ کلمہ کوئی زبان سے نکل جاوے پُر بلا — برہم عدو ہوں اس سے زیادہ کریں جفا
یا یہ مراد ہو کہ نہ اہلِ جفا سنیں
اغیار کیوں کنیزِ حرم کی صدا سنیں۔

اے محرمانِ شرعِ نبیؐ دو تم اسکی داد — یہ انتظام بہر کنیز اور یہ مراد
۱۵ کچھ حال کربلا بھی ہے تم منصفوں کو یاد — کیا اہلِ بیتؑ سے تھا جفا کار کو عناد
کس کی صدا نہ فوج ستمگار نے سُنی
لیکن کسی کی بات نہ کفّار نے سُنی

مجلسِ در شہادت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

چھٹنگر پڑے سے بیکس و تنہا تھے عسکریؑ — پابندِ حکمِ خالقِ یکتا تھے عسکریؑ
۱ حق کے ولی تھے خلق کے مولا تھے عسکریؑ — احسان تھا جس کا جوش وہ دریا تھے عسکریؑ
ابرِ کرم تھے بحرِ سخا تھے زمانے میں
ویسے ہی جیسے ہوتے رہے اس گھرانے میں

یمثل تھا جو عالمِ دیں حجتِ الٰہ — کیا قدر جاہلوں میں ہوئی اسکی آہ آہ
۲ دم بھر نہ دستِ ظلم عدو سے ملی پناہ — پردیس میں غریب مدینہ ہوا تباہ
صدمے طرح طرح کے رہے ایک جان پر
آیا کسی طرح کا نہ شکوہ زبان پر

۳ صدہا مصیبتیں تھیں ہزاروں ملال تھے — ضعطے میں جان قلب و جگر پائمال تھے

Presented by Ziaraat.Com

پابندِ صبر و شکر تو خوشخصال تھے　　کیونکر نہ ہو حسینؑ سے صابر کے لال تھے
اُس کے عزیز تھے جو عزیزوں سے چھٹ گیا
وارث تھے ایسے گھر کے جو صحرا میں لٹ گیا

۴
عالم میں عسکریؑ تھے انہیں کے مہ منیر　　سجادؑ کی طرح ہوئے زنداں میں بھی اسیر
ہاں اتنا فرق ہے کہ یہ تنہا تھے گوشہ گیر　　عابدؑ کے ساتھ تھے حرم حضرتِ امیرؑ
زنداں میں دخترانِ علیؑ بین کرتی تھیں
اُن کی صدائیں قلب کو بے چین کرتی تھیں

۵
زندانِ شام سا تو نہیں ہے کوئی مکاں　　مخصوص ہے مصیبت سجادؑ نا توان
اس طرح کی زمیں ہے کہاں زیرِ آسماں　　مسکن بلا کا گھر تھا وہ آفت کا الاماں
پیدا ہوئے تھے عقرب و مار اُسکی خاک سے
پوچھے کوئی یہ رنج و محن آل پاک سے

۶
تھا کون اس خرابے میں غمخوارِ اہلِ بیتؑ　　کس گھر میں تھی لٹی ہوئی سرکار اہل بیتؑ
دم توڑتا تھا فاقہ سالارِ اہلِ بیتؑ　　مجبور تھا پڑا ہوا مختارِ اہلِ بیتؑ
بستر زمینِ سخت کا تکیہ تھا خشت کا
ویرانہ میں اسیر تھا مالک بہشت کا

۷
سامرے میں جو قید ہوا گیارہواں امام　　حضرت کو بھی رُلا تا رہا ماجرائے شام
گویا نظر کے سامنے تھا واقعہ تمام　　قیدی نہ تھے بہ صورتِ سجادؑ نیک نام
ملتے تھے دوستوں سے جُدائی بھی ہوتی تھی
ہو جاتے تھے اسیر رہائی بھی ہوتی تھی

۸
ظاہر میں کر رہے تھے ستمگر بہت وقار　　باتیں تھیں مکر کی دلِ حاکم میں تھا غبار
محکوم اُس کے راس سے زیادہ تھے نابکار　　ظالم کے بعد جاہ و حشم کے اُمیدوار

Presented by Ziaraat.Com

کوشش تھی فرق آ نہ سکے اپنی شان میں
ہو دھوم سلطنت کی اسی خاندان میں

ایماں میں رخنے ڈالتی ہے عادتِ حسد — دنیا میں یہ بشر کے لئے ہے بلائے بد 9
کچھ سوجھتا نہیں کہ یہ کیسی ہے جد و کد — شیطان بھی ایسے وقت ہی کرتا ہے مدد
تھا پیچ و تاب آپ کے علم و کمال سے
جلتے تھے روسیاہ پیمبرؐ کے لال سے

موقع ملا تو زہر دیا شہ کو بے گناہ — لختِ دلِ رسولؐ کی حالت ہوئی تباہ 10
بیمار ہو کے اُٹھ نہ سکا حجتِ اِلٰہ — مکار معتمد سا نہ ہوگا خدا گواہ
بھیجے طبیب اُس نے دوا کرنے کیلئے
پوشیدہ اپنا حالِ جفا کرنے کے لئے

خدمت کو آئے چند نفر خادمِ امیر — فرمانروا کی سمت سے حاضر ہوا وزیر 11
کہنے لگا یہ قاضی قضات سے شریر — جا تو بھی انتظام کر خدمت یہ ہے اخیر
سامان تھا یہاں شہ عالم کی فوت کا
وہ کروٹیں وہ کرب جوانی کی موت کا

دو کم تھے تیس سال میں اتنا ابھی تھا سن — تھا زندگی کا لطف نہ تھے مرنے کے یہ دن 12
پُر لطف کیا اُسے جو نہ دم بھر ہو مطمئن — بیزار تھے حیات سے خود شاہِ انس و جن
دل پائمال رنجِ اسیری سے ہوگیا
بدتر شباب آپکا پیری سے ہوگیا

شدت سے تپ کی زہر کا وہ صدمۂ گراں — ایسا تھا ضعف کانپتا تھا جسمِ ناتواں 13
بچے ابھی تھے حجتِ حق صاحب الزماں — تھا دوسرا برس کوئی کہتا ہے پانچواں
جانِ نبیؐ نے بارِ امامت اُٹھا لیا
اس کمسنی میں کوہِ مصیبت اُٹھا لیا

Presented by Ziaraat.Com

١٤
مسموم ہو گیا تپِ مہلک سے جاں بلب — آئی شبِ وفات تو حالت ہوئی عجب
اس رات کو صحیح تھے ایسے شہِ عرب — خط لکھے اپنے ہاتھ سے بہرِ رضائے رب
آگے جو کام آئیں وہ مضموں بہم کئے
اہلِ مدینہ کو کئی نامے رقم کئے

١٥
ہوتی تھی شمعِ عمرِ امامِ ہُدا خموش — وقتِ نمازِ صبح جو آیا بجا تھے ہوش
فرمایا شہ نے پانی میں دو مصطفیٰ کو جوش — بھر کر کسی پیالہ میں لاؤ کروں گا نوش
اس دم نہ کوئی اور معین و کفیل تھا
صیقل کنیز ایک تھی خادم عقیل تھا

١٦
تعمیل حکم جب ہوئی بولے شہِ ہُدا — پڑھ لوں نمازِ صبح توقف کرو ذرا
پانی منگا کے شاہِ اُمم نے وضو کیا — اُٹھ کر فریضہ سحری کر لیا ادا
ساغر دیا کنیز نے پینے کے واسطے
دم رک کے تیر بن گیا سینے کے واسطے

١٧
پینے کا قصد کرتے تھے سلطانِ خاص و عام — یہ ضعف تھا کہ دانتوں سے ٹکرا رہا تھا جام
صیقل نے روکا جام رہے آپ تشنہ کام — دیکھا کہ ہو گئے شہِ دنیا و دیں تمام
وارث جو تھے حسین علیہ السلام کے
پیاسے ہی پہنچے پاس رسولِ انام کے

Presented by Ziaraat.Com

مجلس شہادت امام جعفر صادق علیہ السلام

بے چین دل تھے حضرت باقرؑ کی یاد میں — سامان غم تھا فرقۂ پاک اعتقاد میں
۱
تھا جشن عید خانۂ اہل عناد میں — گویا بہار آئی تھی باغ مراد میں
خوش تھے کہ بار ور شجر مدعا ہوا
اک تازہ گل علی کے چمن سے جدا ہوا

دن رات اہل شر اسی تدبیر میں تھے آہ — خیر البشر کا نام مٹا دیں وہ روسیاہ
۲
پر خلق رہ نہ سکتی تھی بے حجت الٰہ — بخشا خدا نے جعفر صادقؑ کو عز و جاہ
جوہر کشائے تیغ کرامت ہوئے حضور
رونق فزائے تخت امامت ہوئے حضور

قربان ملک تھے جعفر صادقؑ کی شان پر — حافظ فدا تھے مصحف ناطق کی شان پر
۳
مولا تو جان دیتے تھے خالق کی شان پر — معشوق کو بھی ناز تھا عاشق کی شان پر
قائل زباں ہر ایک منافق کی ہو گئی
عالم میں دھوم الفت صادق کی ہو گئی

راضی قضا پہ تھا وہ جگر بند مرتضیٰؑ — کرتا ہے ایک شخص یہ منقبت بیاں
۴
بیمار کوئی آپ کا تھا طفل مہ لقا — دو لتسرا پہ اس کی عیادت کو ہیں گیا
حضرت کھڑے ہوئے تھے جھکائیں سلام کو
پایا مگر اداس امام انام کو

اندر گئے حضور میں ٹھہر ا رہا وہیں — دیکھا یہ واپسی میں کہ غم کا اثر نہیں
۵
میں نے کہا کہ شاد رکھے رب العالمین — شہزادہ خیر سے ہے اے بادشاہ دیں
فرمایا وہ مریض جہاں سے گذر گیا

Presented by Ziaraat.Com

لڑکے کا حال دیکھ کے آیا ہوں مر گیا

پوچھا کہ پہلے رنج تھا اب کیوں نہیں ملال | بولے ہم اہلِ بیتِ نبیؐ کا یہی ہے حال
غم کا دمِ نزولِ بلا کرتے ہیں خیال ٦ | نازل وہ ہو گئی تو کیا شکرِ ذوالجلال
تسلیم کس طرح نہ رضا کبریا کی ہو
بندے کا دخل کیا جو مشیت خدا کی ہو

معصوم کی قضائے الٰہی پہ تھی نظر | کیونکر نہ ہو حسینؑ سے صابر کے تھے جگر
ہے آشکار ہمتِ شبیرؑ نامور ٧ | پردیس میں لٹا دیا آباد اپنا گھر
فرعونِ عصر پھر گیا فخرِ کلیم سے
کینہ تھا سنگِ سخت کو دُرِّ یتیم سے

رہتی تھی اس کو شام و سحر فکرِ قتلِ شاہ | جلتا تھا آفتابِ امامت سے رُو سیاہ
تھی آرزو کہ خانۂ حیدر ہو پھر تباہ ٨ | ہوں بے امام خادمِ سلطانِ دیں پناہ
سادات مبتلائے بلائے عظیم ہوں
جعفرؑ ہوں قتل موسیٰ کاظم یتیم ہوں

ظالم کو بے گناہ سے منظور تھی دغا | مکّار نے عراق میں آخر طلب کیا
کرتا رہا ارادۂ قتلِ شہِ ہدا ٩ | اعجاز تازہ دیکھ کے کر دیتا تھا رہا
تیغِ ستم نکلتا تھا جب نیام سے
چل سکتا تھا نہ زورِ دعائے امام سے

صد حیف سنگدل کو کچھ اس کا تھا خیال | مہماں مرا ہے گلشنِ باقرؑ کا نونہال
منصور کا بھی ترکِ دغا میں وہی تھا حال ١٠ | جیسے یزید و ابن زیاد و ذلیل خصال
کس طرح ظالموں نے ستایا حسینؑ کو
لوٹا بلا کے گھر سے شہِ مشرقین کو

Presented by Ziaraat.Com

حق کے ولی کا دشمن جانی تھا روسیاہ — سب آفتوں سے بچکے وطن میں جب آئے شاہ
11 وہ ظلم ہو گیا کہ مدینہ ہوا تباہ — انگور میں امام کو دلوایا زہر آہ
ہر دو ریاضِ دیں کا عجب حال ہو گیا
ہر سبز باغِ دین کا پامال ہو گیا

پھر نماز آپ نے تاکید سخت کی — فرمایا گر خفیف کرے گا اسے کوئی
12 اس کو کبھی ہماری شفاعت نہ پہنچیگی — سب گوشِ دل سے سن رہے تھے وعظ آخری
دل رو رہے تھے آنکھوں سے آنسو ٹپکتے تھے
حسرت سے منہ مسافرِ جنت کا تکتے تھے

ناگاہ بند ہو گئی آوازِ دردناک — پہنچی جوارِ رحمتِ خالق میں روحِ پاک
13 تیغِ الم سے دل ہوئے ٹکڑے جاک جاک — تر ہو گیا یتیموں کے اشکوں سے فرشِ خاک
فکرِ کفن وصیِ شہِ انس و جاں نے کی
تدبیر غسل شاہِ امامِ زماں نے کی

نہلا چکے پدر کو تو حاضر کیا کفن — کھولا پسر نے یوسفِ باقر کا پیرہن
14 پہنایا شہ کو خلعتِ دربارِ ذوالمنن — مظلوم کا جنازہ اٹھا روئے مرد و زن
حجرے سے اپنے قبلۂ دنیا و دین چلے
سونے مکاں میں سونے کو زیرِ زمین چلے

تابوت کو تھے گھیرے ہوئے صاحبِ عزا — دیوار و در سے آتی تھی فریاد کی صدا
15 روتے تھے حق شناس جگر بندِ مصطفیٰ — عمامہ سر سے موسیٰ کاظم کے تھا جدا
پڑھ کر نمازِ میتِ شاہِ امام کی
باقر کے پاس بنائی امام کی

16 تقدیر نے کہا کہ تاسف کا ہے مقام — اب اس جگہ یہ دفن نہ ہوگا کوئی امام

Presented by Ziaraat.Com

شبرؑ سے ابتدا ہوئی جعفرؑ پہ اختتام ۔ یکجا ہیں چار نائب پیغمبرؐ دنام

پہلو پدر کا موسیٰؑ کاظم نہ پائیں گے

مثلِ حسینؑ اک نئی بستی بسائیں گے

ہاں جانشینِ جعفرِ صادقؑ جگر فگار ۔ یہ کچھ دور کربلا سے بنے گا ترا مزار

دن امتحاں کے آئے خبردار ہوشیار ۱۷ اے صابروں کے لال غریبوں کے یادگار

درپیش قبرِ جد و پدر سے فراق ہے

بغداد کی زمیں کو ترا اشتیاق ہے

امامِ کائناتؑ

شاعرِ حیات جناب تاثیر نقوی مدیر عظیم

جو روشنیِ مطلعِ وحدت ہے وہ حسینؑ

جو نجمِ آسمانِ رسالت ہے وہ حسینؑ

جو آفتابِ برجِ امامت ہے وہ حسینؑ

جو ماہتابِ چرخِ ولایت ہے وہ حسینؑ

روشن جبیں سے جس کی فضائے حیات ہے

جو جزوِ نورِ کُل ہے، بنائے حیات ہے

کردار و عزم میں جو پیمبرؐ ہے وہ حسینؑ

میدان میں جو ثانیِ حیدرؑ ہے وہ حسینؑ

تنہا جو ایک لاکھ میں لشکر ہے وہ حسینؑ

جو صابروں میں صبر کا پیکر ہے وہ حسینؑ

رنگیں لہو سے جس کے قبائے حیات ہے

Presented by Ziaraat.Com

جو تاجدارِ کرب وبلائے حیات ہے

واللہ! جس کا ذکر عبادت ہے وہ حسینؑ
قرآں کی دائمی جو صداقت ہے وہ حسینؑ
جو ہُو بہُو رسولؐ کی صورت ہے وہ حسینؑ
سب سے بڑی جو حق کی صداقت ہے، وہ حسینؑ

طوفاں کو اپنے واسطے ساحل بنالیا
خود ڈوب کر لہو میں سفینہ بچالیا

دل کا سکون، گلشنِ امیّد کی بہار
ذھنوں کا بادشاہ، خیالوں کا تاجدار
آفاق پر محیط، زمانے پہ اقتدار
اِنسانیت کی روح، تمنّائے کردگار

جس کا مقام دوشِ رسولِؐ انام ہے
جو حق سے زیرِ تیغ و سِناں ہم کلام ہے

وہ ذاتِ پاک مقصدِ یزداں کہیں جسے
وہ خالِ رُخ کہ نقطۂ قرآں کہیں جسے
عارض پہ حُسن وہ، مہِ تاباں کہیں جسے
وسعت وہ قلب کی حدِ امکاں کہیں جسے

جس کی نظر نے گردشِ ایّام موڑ دی
ہاتھوں نے جس کے وقت کی زنجیر توڑ دی

Presented by Ziaraat.Com

خود اپنی ذات سے رہی جس کی بلند ذات

جس کے گلے پہ ظلم کے خنجر چلا کیے
تیروں نے جس کے جسم پہ سجدے ادا کیے

روشن ہوا ہے کعبۂ دل جس کے نام سے
یہ آبروئے نطق ہے جس کے کلام سے
پوچھو جہاں کے رازِ نہاں اُس امام سے
کرتا ہے گفتگو جو نبیؐ کے مقام سے

گم دو جہاں ہیں جس کے جہانِ خیال میں
ہے کائنات بند لبِ بے سوال میں

مقتل کی خاک پر حق و باطل کے درمیاں
اپنے لہو سے کھینچ دیا جس نے اک نشاں
وہ ساحلِ سکونِ غمِ بحرِ بے کراں
دامن میں جس کے موت کو حاصل ہوئی اماں

حلقوم جس کا وقت کی تلوار پر رہا
وہ، جس کا ہاتھ نبض کی رفتار پر رہا

جس نے جلائے اپنے لہو سے نئے چراغ
جس نے اٹھائے ہنس کے بہتر کے دل پہ داغ
جس کے حضور سجدہ کناں ہیں دل و دماغ
جس نے نثار کر دیا صحرا میں اپنا باغ

ہاتھوں پہ جس کے آ کے خزف گفتگو کریں
ٹپکے عرق جبیں سے تو غنچے وضو کریں

Presented by Ziaraat.Com

نوحہ

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ مرحوم

سروِ چمنِ سروری افتاد زپا، ہائے
شد غرقہ بہ خوں پیکرِ شاہِ شہدا، ہائے

بر خاکِ راہ افتادہ تنے ہست، اسرش کو؟
آں روئے فروزندہ و آں زلفِ دوتا، ہائے

عباسؑ دلاور کہ دراں راہروی داشت
شمشیر بیک دست و بیک دست لوا، ہائے

آں قاسمؑ گلگوں کفنِ عرصۂ محشر
واں اکبرؑ خونیں تنِ میدانِ وغا، ہائے

آں اصغرؑ دل خستۂ پیکان جگردوز
واں عابدؑ غم دیدۂ بے برگ و نوا، ہائے

اے قوتِ بازوئے جگر گوشۂ زہراؑ
دستِ تو بہ شمشیر شد از شانہ جدا، ہائے

اے شہرہ بہ دامادی و شادی کہ نہ داری
کافور و کفن، بگزرم از عطر و قبا، ہائے

اے مضطرِ انوار کہ بود اہلِ نظر را
دیدارِ تو دیدارِ شہ ہر دو سرا، ہائے

اے گلبنِ نورستۂ گلزارِ سیادت
نایافتہ در باغِ جہاں نشو و نما، ہائے

اے منبعِ آں ہست کہ آرائشِ خلد نہ
داغم کہ رسن شد بہ گلوئے تو روا، ہائے

بالغ نظرانِ روشِ دینِ نبیؐ، حیف
قدمی گہرانِ حرمِ شیرِ خدا، ہائے

ماتم کدہ آں خیمۂ غارت زدگاں حیف
غارت زدہ آں قافلۂ آلِ عباؑ، ہائے

آں تابشِ خورشید دراں گرم روی حیف
واں طعنۂ کفار دراں شورِ عزا، ہائے

غالبؔ بہ ملائک نتواں گشت ہم آواز
اندازۂ آں کو کہ شوم نوحہ سرا، ہائے

Presented by Ziaraat.Com

حضرت متینؔ مرحوم

لاچار حسینؑا

لاچار حسینا بے یار حسینا
اے بیکسوں کے قافلہ سالار حسینا

قرباں گئی دیکھو تو کیا پشت بہن کی
نوکوں سے سنانوں کی ہے افگار حسینا

وہ خنجرِ بے پیر کہاں ہائے مقدر
اور بوسہ گہِ احمدِ مختار حسینا

ما بیٹھنے دے مکھی نہ جس جسم کے اوپر
اس جسم پہ ہو تیروں کی بوچھار حسینا

درّانہ عدو بے ادبانہ ہوئے داخل
گھر فاطمہؑ کا ہو گیا بازار حسینا

آدم صفی اللہ سے تا عیسیٰؑ دوراں
ایسی نہ لٹی تھی کوئی سرکار حسینا

بل کھائے نہ کیوں دل مرا جب نوکِ سناں سے
بندھ جائیں ترے گیسوئے خمدار حسینا

ماں بہنوں کے اونٹوں کا بنا کون شتربان
عابدؑ کے سوا قافلہ سالار حسینا

خود رفتہ متینؔ غم سے ہے تو کیا عجب اس کا
اس غم سے تو ٹکڑے ہوئے کہسار حسینا

Presented by Ziaraat.Com

امام حسین علیہ السّلام کا کربلا میں ورُود

—— میر مونس

جب شاہ کے سفر کا زمانہ گذر گیا
صحرائے کربلا میں علیؑ کا پسر گیا
جنگل تمام خلد کے پھولوں سے بھر گیا
ایسی ہوا کچھ آئی کہ گلگوں ٹھہر گیا

سرکا نہ اس زمیں سے قدم خوش خرام کا
گردن پھرا کے تکنے لگا منہ امامؑ کا

فرمایا شہ نے سچ ہے تری کچھ نہیں خطا
تو آہوئے ختن سے بھی چالاک ہے سوا
رکتا ہے ہم کو موت نے اے اسپ باوفا
یہ سرزمیں ہے مقتل فرزند مصطفےٰؐ

یاں کلمہ گو لڑیں گے شہ مشرقین سے
یہ خاک سرخ ہوئیگی خون حسینؑ سے

اترا فرس سے راکب دوش رسولؐ پاک
کانپی زمین اڑنے لگی زرد زرد خاک
زینبؑ نے دی صدا کہ میں ہوجاؤنگی ہلاک
یہ دشت کونسا ہے المناک و ہولناک

لوگو خدا کے واسطے کہدو امامؑ سے
دو چار کوس بڑھ کے رہیں اس مقام سے

ہر نخل اس زمیں کا مجھے تو ہے نخل سم
پتے ہر اک درخت کے ہیں خنجر دو دم
خار ستم سے یاں کا ہر اک گل نہیں ہے کم
ہر سرو صورت الف آہ ہے غم

خوں ہے جگر، کھٹک ہے دل بیقرار میں
ہے ہے اثر ہے زہر کا اس سبزہ زار میں

جنگل ہے یہ کہ غم کی ہے چھائی ہوئی گھٹا
ہر دم ہوا سے آتی ہے فریاد کی صدا
دیو مہیب ہیں کہ بگولے ہیں جابجا
روتے ہیں سہم سہم کے اطفال مہ لقا

اٹھتا ہے ہائے ہائے کا شور آبشار سے
شیروں کی آرہی ہیں صدائیں کچھار سے

Presented by Ziaraat.Com

ہائے کربلا والو!

اے خدا کے بندوں میں منتخب خدا والو
تختِ انّما والو، تاجِ ہل اتیٰ والو
شانِ مصطفیٰ والو، وضعِ مرتضیٰ والو
کیا وفا پہ جانیں دیں تم نے اے وفا والو
ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

کارزارِ ہستی میں تم نے دیں پناہی کی
لاج رہ گئی تم سے تیغ کی سپاہی کی
تم نے آبرو رکھ لی فطرتِ الٰہی کی
سر کٹا کے ملت کی سربراہی کی
ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

حق کی راہ میں کھائے زخم دلنشیں تم نے
دل بنا دیئے کتنے درد آفریں تم نے
چوم کر سرِ میداں موت کی جبیں تم نے
خونِ گرم سے اپنے رنگ دی زمیں تم نے
ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

موت کی تمنا میں ہر طرف سے منہ موڑا
کربلا کے سینہ پر نقشِ زندگی چھوڑا
یہ ادا تھی مرنے کی پشتِ ظلم پر کوڑا
پیاس کی اذیت میں مسکرا کے دم توڑا
ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

Presented by Ziaraat.Com

دینِ حق کی بے تابی ہر طرف پکار آئی
ہاشمی شجاعت ہی پھر بروئے کار آئی
یہ تمہاری ہستی تھی جو چمن سنوار آئی
اپنے خون سے سینچا تب کہیں بہار آئی
ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

کس بلا کے جنگل میں آلِ مصطفےٰ ٹھہری
بے دیار کا مدفن ارضِ کربلا ٹھہری
آئی شامِ عاشورا صبح کو وغا ٹھہری
کیا خبر مدینہ کو شامیوں سے کیا ٹھہری
ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

اس طرح کے عالم میں پھر نہ دل جگر دیکھے
دریہ آکے ماؤں نے جنگ کے ہنر دیکھے
اپنے چاند کے ٹکڑے خوں میں تر بتر دیکھے
ریگِ گرم پہ لاشے برچھیوں پہ سر دیکھے
ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

سر کہیں تھے نیزوں پر خاک پر کہیں لاشیں
دم بخود ہوئی دنیا دیکھ کر حسین لاشیں
خامشی کے عالم میں کام کر گئیں لاشیں
بے گناہ مارا ہے منہ سے بول اٹھیں لاشیں
ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

Presented by Ziaraat.Com

جس کا وجود فخرِ مشیّت تھا وہ حسینؑ

حضرتِ جوشؔ ملیح آبادی

تاریخ دے رہی ہے یہ آواز دم بدم
دشتِ ثبات و عزم ہے، دشتِ بلا و غم
صبرِ مسیح و جراتِ سقراط کی قسم
اِس راہ میں ہے صرف اک انسان کا قدم

جس کی رگوں میں آتشِ بدر و حنین ہے
جس سورما کا اسمِ گرامی حسینؑ ہے

جو صاحبِ مزاجِ نبوّت تھا وہ حسینؑ
جو وارثِ ضمیرِ رسالت تھا وہ حسینؑ
جو خلوتیِ شاہدِ قدرت تھا وہ حسینؑ
جس کا وجود فخرِ مشیّت تھا وہ حسینؑ

سانچے میں ڈھالنے کے لیے کائنات کو
جو تولتا تھا نوکِ مژہ پر حیات کو

جو اک نشانِ تشنہ دہانی تھا وہ حسینؑ
گیتی پہ عرش کی جو نشانی تھا وہ حسینؑ
جو خُلد کا امیرِ جوانی تھا وہ حسینؑ
جو اک سنِ جدید کا بانی تھا وہ حسینؑ

جس کا لہو تلاطمِ پنہاں لیے ہوئے
ہر بُوند میں تھا نوحؑ کا طوفاں لیے ہوئے

جو کاروانِ عزم کا رہبر تھا وہ حسینؑ
خود اپنے خون کا جو شناور تھا وہ حسینؑ
اک دینِ تازہ کا جو پیمبر تھا وہ حسینؑ
جو کربلا کا داورِ محشر تھا وہ حسینؑ

جس کی نظر پہ شیوۂ حق کا مدار تھا
جو روحِ انقلاب کا پروردگار تھا

Presented by Ziaraat.Com

ہاں اب بھی جو منارۂ عظمت ہے، وہ حسینؑ — جس کی نگاہ مرگِ حکومت ہے، وہ حسینؑ
اب بھی جو مرگ درسِ بغاوت ہے، وہ حسینؑ — آدم کی جو دلیلِ شرافت ہے وہ حسینؑ
واحد جو اک نمونہ ہے ذبحِ عظیم کا
شاہد ہے جو خدا کے مذاقِ سلیم کا

ہاں وہ حسینؑ جس کا ابد آشنا ثبات — کہتا ہے گاہ گاہ حکیموں سے بھی یہ بات
یعنی درونِ پردۂ صد رنگ کائنات — اک کارساز ذہن ہے اک ذی شعور ذات
سجدوں سے کھینچتا ہے جو مسجود کی طرف
تنہا جو اک اشارہ ہے معبود کی طرف

جس کا وجود عدل و مساوات کی مراد — جو کردگار امن تھا، پیغمبر جہاد
تحویلِ زندگی میں پئے رفعِ ہر فساد — قدرت کی اک امانتِ زرّیں ہے جسکی یاد
سوزاں ہے قلبِ خاک جو خونِ حسین سے
اک لَو نکل رہی ہے ابھی تک زمین سے

عالم میں ہو چکا ہے مسلسل یہ تجربا — قوّت ہی زندگی کی رہے گی گرہ کشا
سر ضعف کا ہمیشہ رہا ہے جھکا ہوا — ناطاقتی کی موت ہے طاقت کا سامنا
طاقت سی شئے مگر خجل و بدنصیب تھی
ناطاقتی حسینؑ کی کتنی عجیب تھی

طاقت سی شئے کو خاک میں جس نے ملا دیا — تختہ الٹ کے قصرِ حکومت کو ڈھا دیا
جس نے ہوا پہ رعبِ حکومت اڑا دیا — ٹھوکر سے جس نے افسرِ شاہی گرا دیا
اِس طرح جس سے ظلم سیہ فام ہو گیا
لفظِ یزید داخلِ دشنام ہو گیا

پانی سے تین روز ہوئے جس کے لب نہ تر — تیغ و تبر کو سونپ دیا جس نے گھر کا گھر

Presented by Ziaraat.Com

جو مر گیا ضمیر کی عزت کے نام پر — ذلت کے آستاں پہ جھکایا مگر نہ سر
دی جس نے سانس رشتۂ شاہی کو توڑ کر
جس نے کلائی موت کی رکھ دی مروڑ کر

جس کی جبیں پہ کج ہے خود اپنے لہو کا تاج — جو مرگ و زندگی کا ہے اک طرفہ امتزاج
سر دیدیا مگر نہ دیا ظلم کو خراج — جس کے لہو نے رکھ لی تمام انبیا کی لاج
سنتا نہ کوئی دہر میں صدق و صفا کی بات
جس مردِ سرفروش نے رکھ لی خدا کی بات

ہر چند ہر ایک جور نے چاہا یہ بار ہا — ہو جائے محو یادِ شہیدانِ کربلا
باقی رہے نہ نام زمیں پر حسینؑ کا — لیکن کسی کا زور عزیزو نہ چل سکا
عباسِ نامور کے لہو سے دھلا ہوا
اب بھی حسینیت کا علم ہے کھلا ہوا

زار و نزار و تشنہ و مجروح و ناتواں — تنہا کھڑا ہوا تھا جو لاکھوں کے درمیاں
گھیرے تھے جس کو تیر و تبر ناوک و سناں — اور سو رہا تھا موت کے بستر پہ کارواں
اتنا نہ تھا کہ حقِ رفاقت سے کام لے
گرنے لگیں اگر تو کوئی بڑھ کے تھام لے

ہاں وہ حسینؑ خستہ و مجروح و ناتواں — ساکت کھڑا ہوا تھا جو لاشوں کے درمیاں
سنتا رہا سکون سے جو پیر نیم جاں — اکبرؑ سے ماہ رو کی جوانی کی ہچکیاں
ہے ہے کی آرہی ہے صدا کائنات سے
پھر بھی قدم ہٹائے نہ راہِ ثبات سے

اے رہبرِ خجستہ و اے ہادیِ غیور — تو حافظے کا ناز ہے، تاریخ کا غرور
اب بھی ترے نشانِ قدم سے ہے وہ سرور — لوحِ جبینِ وقت پہ غلطاں ہے موج نور

Presented by Ziaraat.Com

تُو ہے وہ مُہر دفترِ عزم و ثبات پر
اب تک دمک رہی ہے جو لشپتِ حیات پر

ہاں اے حسینؑ ابنِ علیؑ رہبرِ انام — اے منبرِ خودی کے حیات آفریں پیام
اے نطقِ زندگی کے مقدس ترین نام — اے چرخِ انقلاب کے ابرِ جواں خرام

غازہ ہے تیرا خون رُخِ کائنات کا
ہر قطرہ کوہِ نور ہے تاجِ حیات کا

اے خنجرِ برہنہ و اے تیغ بے نیام — اے حق نواز امیرِ نبوت بدوش امام
اے تیرگی کی بزم میں خورشید کے پیام — اے آسمانِ درسِ عمل کے مہِ تمام

رہتی ردائے شام کی ظلمت ہی دین پر
ہوتا نہ تُو تو صبح نہ ہوتی زمین پر

مجروح پھر ہے عدل و مساوات کا شعار — اس بیسویں صدی میں ہے پھر طرفہ انتشار
پھر نائبِ یزید ہیں دنیا کے شہریار — پھر کربلائے نو سے ہے نوعِ بشر دوچار

اے زندگی جلالِ شہِ مشرقین دے
اِس تازہ کربلا کو بھی عزمِ حسینؑ دے

جس نے لباسِ نوئے جفا چاک کر دیا
جس نے شکستہ حالوں کو بیباک کر دیا
جس نے زمیں کو دے کے لہُو پاک کر دیا
نوکِ سناں کو ہمسرِ افلاک کر دیا

قرآں کے جو لبوں سے ورق کھولتا رہا
لہجے میں جس کے نیزے پہ حق بولتا رہا

Presented by Ziaraat.Com